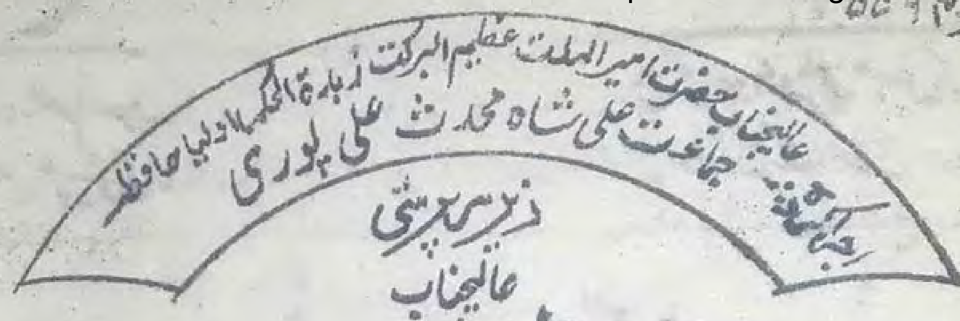


زیر سرپرستی
عالیجناب

فضیلت مآب مولانا الحاج صدر الافاضل سراج المناظرین صاحبزادہ سید محمد حسین سجادہ نشین

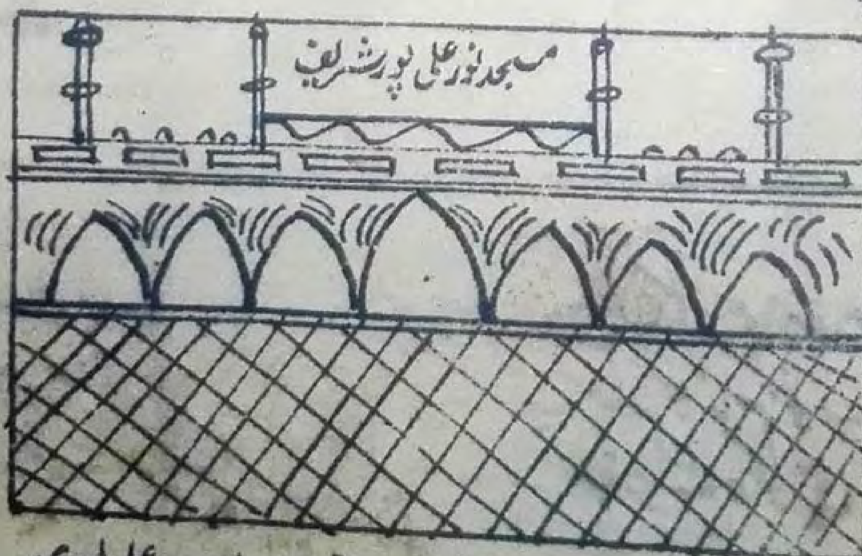
انجمن خدام الصوفیہ کا واحد رسالہ

جلد نمبر ۹ ہم ——— شمارہ ۴، ۵

ماہنامہ انوار الصوفیہ

ماہ اپریل مئی ۱۹۵۶ء

سالانہ چندہ ۵ روپے ——— ششماہی چندہ ۳ روپے



عالی قدر جناب صاحبزادہ سید انور حسین شاہ صاحب علی پوری

مہر عبد الحق صاحب مینیجر

مولانا الحاج ڈاکٹر محمد الٰہ دتہ صاحب کمنجاہی :-

مولانا مولوی غلام رسول صاحب گوہر

چوہدری محمد ابراہیم پرنٹر پبلشر نے ڈاور پرنٹنگ پریس سیالکوٹ سے چھپوا کر کچی مسجد سیالکوٹ سے شائع کیا۔

قواعد وضوابط: علم تصوف کی اشاعت کرنا۔ (۲) بزرگان دین کی سوانح عمریاں پیش کرنا۔ ۳۔ کتاب و سنت و فقہ کی روشنی میں پیش کرنا۔ ۴۔ عوام الناس کے افعال و اعمال اور ان کے اخلاق سدھارنا۔

فہرست مضامین

جو سعید اصحاب امسال برائے زیارت حرمین الشریفین اندر حج مبارک حجاز مقدس کو تشریف لے جا رہے ہیں۔ وہ اپنے پیر بھائی سید جعفر شاہ مکی نائب معلم کا نام خوب یاد رکھیں۔ اور جدہ کی بندرگاہ پر اترتے وقت اپنا معلم سید جعفر شاہ کو ہی

مقرر کریں۔

نعت شریف

حبیب رب اکبر خوش نگارے ۔ نگارے شوخ دلبر ذی وقارے
زہے عالی مقام آں نگارے ۔ کہ جبریل ست درش را نگہدارے
محمد احمد و محمود و حامد ۔ چہ شیرین نام آن عالی وقارے
حبیب رب اکبر لایزالے ۔ تسبیح عاصیاں روز شمارے
بہ عشقش سوختن جان حاصل است ۔ لقا باللہ رسد آن جان زارے
مقامش برتر است از عرش اعظم ۔ زہے بے مثل شان آں نگارے
غلامش فارغ ست از ہر دو عالم ۔ غم دنیا ندارد خوف نارے
زدو عالم رفیع تر رتبہ دارد ۔ غلام کمترین آن نگارے
رحیما مشفقا بندہ نوازا ۔ بہ نگاہ لطف بنما این گنہگارے
نبودہ در جہان ہرگز نباشد ۔ دو عالم را چنیں ہمدرد یارے
چو بنمائی منور روئے انور ۔ قرار آید بجان بے قرارے
اگر بینم شبے آن ماہ انور ۔ سرم بنہم بپائے آں نگارے
اگر بینم بخوابے روے انور ۔ بہ بوسم پائے آن شیرین نگارے
کریما رحم بر کرم الٰہی ۔ کہ بیکس بینوا او دلفگارے

نعت شریف

ما و عصیاں و شرمسار یہا ۔ شافع حشر دستگار یہا ۔ بار عصیاں و زیر بار یہا ۔ تو شفاعت و غمگسار یہا
حب دنیا گناہگار یہا ۔ فکر عقبیٰ دستگار یہا
در فراق تو یا نبی اللہ ۔ دل فراشتی و بیقرار یہا ۔ توبہ ربی و توبہ یا ربی ۔ بخش ربی خطا کار یہا
شب ہجراں چہ ماجرا گویم ۔ سینہ سوزاں و اشکبار یہا
ز نور روے تو یا رسول اللہ ۔ پر جہان شد ز نور بار یہا ۔ اهدنا صراط النعمت ۔ اسمع اللہ گریہ زار یہا
فضل و کرم الٰہی را دایم ۔ خوش و خرم ایں روزگار یہا

روئیداد پنجم سالانہ ختم عرس شریف اعلیٰ حضرت امیر الملت سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہٗ و تیرہواں اجلاس خدام الصوفیہ

پاکستان :

آستانہ عالیہ علی پور شریف تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ میں اس مقدس نورانی نور بخش۔ ضیا پاشی مبارک عرس شریف اور اجلاس انجمن خدام الصوفیہ بتاریخ ۶، ۷ اپریل ۱۹۵۶ء کو بروز جمعہ ہفتہ زیر سرپرستی عالیجناب فضیلت مآب اعلیٰ حضرت سراج الملت امام الاولیاء والاصفیا حضرت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب نقشبندی مجددی محدث علی پوری دامت برکاتہم منعقد ہوا جس میں عقیدت مندان۔ حلقہ بگوشان یاران سرکار علی پوری بیس پچیس ہزار کی تعداد میں مقامات پشاور۔ کوہاٹ ہزارہ کیمبل پور میانوالی سرگودھا۔ راولپنڈی۔ جہلم۔ لائل پور۔ ملتان مظفر گڑھ۔ ڈیرہ غازی خاں منٹگمری۔ لاہور۔ قصور سیالکوٹ بسنادور کراچی۔ اور کوئٹہ۔ علاقہ غیر اور دیگر بلاد و امصار سے تشریف لاکر شریک ہوئے۔ اور انوار عرفان الٰہی سے ایمان و ایقان کی دولت۔ محبت اور عشق الٰہی کے حصول کے لئے آستانہ عالیہ میں حاضر ہوئے تھے۔ ان غلامان کی حاضری روضہ اقدس پر قابل دید تھی ہمہ تن خشوع و خضوع کی حالت نہایت ہی نیازمندی اور انکساری سے باادب حاضر تھے۔ دل بریاں و سوزاں چشم گریاں سے حاضری۔ قرآن خوانی۔ نعت خوانی۔ فاتحہ خوانی۔ اعلیٰ حضرت امیر الملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک نہایت مخلص یار طریقت غلام مقبول و محبوب محترمی جناب قاضی حکیم مبارک محمد صاحب مالک دوکان جدی حکیمان لوہاری منڈی لاہور نے اعلیٰ حضرت کے مزار پر چادر چڑھائی۔ وہ وقت بالخصوص قابل دید تھا۔ بہت سے غلامان حلقہ بگوشاں وہاں موجود تھے۔ حکیم صاحب کی آنکھوں سے آنسوؤں کا تار بندھا ہوا تھا۔ چادر چڑھائی گئی۔ پھول بچھائے گئے۔ مزار انور پر قریب نصف فٹ اونچائی تک پھول ہی پھول مکھو بچھ رہے تھے۔ کیوں نہ ہو۔ ایک مقبول بارگاہ صمدانی۔ محبوب ذات سبحانی اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق محبوب کا روضہ اقدس ہے۔ جو خود نور اعلیٰ نور۔ خوشبو ہی خوشبو ہی کا روضہ ہے۔ آپ بظاہر سرکار علی پور رونق افروز نہ تھے۔ مگر حضور اعلیٰ کی توجہ۔ نورانیت اور فیوضیات کا ایک پرجوش سمندر موجزن تھا۔ جو اہل دل اور واقفان راز کی نظروں کو پرنور کر رہا تھا۔ اولیاء اللہ اور صاحبان دل خوب واقف ہیں۔ نہ صرف واقف بلکہ اپنی نوربین آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں۔ کہ محبوبان بارگاہ لم یزلی کی دوسری زندگی اس عالم فانی کی زندگی سے بحکم فکر مجرہ خیر بکسات ادلیٰ۔ بہت اعلیٰ اور اظہر ہوتی ہے۔ اور سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہٗ کے نورانیت اور فیوضیات اور توجہات جلسہ میں نمایاں اور روشن نظر آ رہی تھی۔ علمائے کرام اور نعت خوانان ذوی احترام اور سجادہ نشین

دربار چورہ شریف عالیجناب حضرت مولانا الحاج پیر محمد شفیع صاحب اور نہ گیمہ صاحبزادگان چورہ شریف نے اجلاس کو چار چاند لگا کر نہایت ہی پُر نور بنا دیا تھا۔ ان متوالگان عشق الہی سرمستان بادہ محبت الہی کا جلسہ جس طریق سے منعقد کیا گیا وہ اپنی آپ مثال ہے۔ اس کی ایسی سادگی جس پر ہزار بناؤ سنگار قربان تھے۔ امیر و فقیر شاہ و گدا میں فرق نہ تھا۔ تمام کے تمام اپنے آپ کو بحیثیت غلام و عقیدت مند سرکار علی پور ہونے کے ایک ہی صف میں بیٹھے تھے۔ سب کے سب اخوت اور مساوات اسلامی کے رنگ صبغۃ اللہ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ تمام کے چہروں سے خوشی اور مسرت کے آثار نمایاں تھے۔ پیشانیاں پر نور اور روشن۔ اخوت مساوات اور محبت کا نمونہ تھے۔ مقام عشق میں شاہ و گدا کا ایک رتبہ ہے۔

جلسہ گاہ

مسجد نور کے جانب شرق حویلی کلاں میں حسب دستور سابق جلسہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ اور مہاجر یاران رہتک و یاران جھنگ کی سعی کا نتیجہ تھا۔ اور جنوبی صحن کے جنوب کی طرف عین وسط میں دیوار کے محاذ میں تخت پوشوں کا ایک چبوترہ تھا جس پہ دری اور قالین بچھائے گئے تھے جس پر مشائخ عظام اور اعلیٰحضرت سراج الملت صدر انجمن خدام الصوفیہ صاحبزادگان عالی مقام اور علمائے ذی احترام جلوہ گر تھے۔ اور تمام حویلی میں دریوں کا فرش تھا۔ اور اکثر حصہ حویلی میں سائبان آویزاں تھے۔ محترم یاران طریقت جناب حاجی چوہدری عطا محمد و حاجی چوہدری فضل الہی صاحبان خاص طور پر انجمن کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے ایک انجن اور جنریٹر کے ذریعہ سے آلہ جبیر الصوت رلاؤڈ سپیکر کا انتظام کر دیا۔ نہ صرف اسی قدر بلکہ رات کے لئے بجلی قمقمے پر عین وسط سائبان میں آویزاں کر کے تمام حویلی کو پُر نور کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو جزائے خیر دے۔ اور پیر کی محبت اور خدمت کی اور زیادہ توفیق عطا کرے۔

شاملین جلسہ کی تعداد قریباً بیس پچیس ہزار ہو گی۔ مگر جلسہ گاہ میں جملہ شاملین خاموشی خاموشی اور ہمہ تن گوش اور سوائے واعظ یا نعت خواں اور کوئی آواز نہ ہوتی تھی۔ تمام کے تمام ہمہ تن چشم بن کر واعظ مقرر و نعت خواں اور مشائخ عظام کے پُر انوار چہروں پہ ٹکٹکی لگائے تھے۔ صبغۃ اللہ کے رنگ میں رنگے ہوئے۔ اخوت اسلامی کا سلسلہ میں منسلک تھے۔ دم بخود۔ زبان پہ قفل اور دل پہ درد اور پروانہ الخ کے مصداق تھے۔ بر زبان اقفالہا اور دل بہ پروانہ کا نظارہ ہر طرف عیاں تھا۔ مگر دیکھنے اور سننے کے لئے چشم حق بین اور گوش حق کی ضرورت ہے۔ دل دانا چشم بینا ہو۔ تو پھر ہر جگہ جلوہ یار نظر آتا ہے۔ شعر

چشم بینا ہو۔ تو ہے کہ گل سے لے تا خار فیض بخشتے ہر صورت ہے یار تی کہ جمال یار فیضی

مقبولان بارگاہ الہی تدرسی صفات محبوبان خداتعالیٰ اولیاء اللہ تعالیٰ کی نورانی مجلس ایسی ہی ہوتی ہے جن

پر آسمان اور آسمان کے فرشتے سجدہ کرتے ہیں۔ اور خدا رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ شعر

آسمان سجدہ کند سوئے زمینے کہ برا او — یک دو کس یک دو نفس بہر خدا بنشینند

اتفاق و اتحاد، یگانگت اور موانست ایسی ہی مجالس ہیں شریک ہونے سے نصیب ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ شاملین محض اخلاص اور محبت سے اور عشق و عرفان الٰہی۔ فیوضات باطن کے حصول کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور ان سب کا صرف ایک ہی واحد مقصد حصول رضائے محبوب حقیقی ہے۔ اور اسی مقصد کے حصول کے لئے یا عطا کے لئے وہ بلائے جاتے ہیں۔ ہر کام میں کامیابی کا مدار نیت اور خلوص پر ہے۔ ریا، نمود اور نمائش سے کسی کام میں کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ جس محبت اور الفت سے ایک غریب یار طریقت اپنے دولت مند یار طریقت رہبر راہ طریقت کو دیکھتا ہے۔ اس سے زیادہ محبت اور مودت سے وہ دولت مند اپنے غریب پیر بھائی کو ملتا ہے۔ معانقہ و مصافحہ کرتا ہے۔ اور بعض اوقات پر جوش اور پر محبت ملاپ میں آنسو بھی ٹپک پڑتے ہیں۔ الغرض ان وارفتگان دلدادگان و مشتاقان الٰہی کو دیکھنا نہایت باعث مسرت اور انبساط ہے۔ اس کا دیکھنے سے ہی تعلق ہے۔ ایسی مسرت آمیز اور انبساط انگیز ملاقات کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ وہ دلی کا اظہار اور محبت اور انبساط کا شہرہ صرف دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

مصارف خورد و نوش

سالہا سال کی طرح شاملین کے خورد و نوش اور مصارف قیام گاہ کا اعلیٰ حضرت امیر الملت نور اللہ مرقدہٗ کے صاحبزادگان عالی مقام نے اپنے ذمے لے رکھے ہیں جملہ شاملین کو دونوں وقت پلاؤ گوشت سے تواضع کی گئی۔ اور ایک وقت زردہ بھی کھلایا گیا۔ عالیجناب حضرت صاحبزادہ سید اختر حسین شاہ کے سپرد تمام انتظام تھا۔ اور صاحبزادہ صاحب جناب حاجی حافظ سید فدا حسین شاہ صاحب نے رضا کاروں کا انتظام اپنے ذمے رکھا تھا۔ جو انہوں نے ہر طرح تحسین خوبی سر انجام دیا۔

بارگاہ ایزدی میں دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس دربار عالی نژاد کو تا قیام قیامت مرکز ہدایت بنائے رکھے۔ آمین ثم آمین۔

دکانات

مختلف یاران طریقت نے اور دیگر اصحاب نے برائے آسائش یاران طریقت پھل، مٹھائی، نان بہائی، دودھ دہی چائے وغیرہ کی دکانات لگا رکھی تھیں۔ ہر چیز وہاں موجود تھی۔ شعر

ہر چہ در ہمہ آفاق در یں — شاد و ساغر

نورانی و روحانی دعوت

عقیدت مندان اور سربراہان باصفا رسول اور پیران طریقت کی خدمت میں — زردہ اور نوالہ

کمانے کی نیت سے اور غرض سے حاضر نہیں ہوتے۔ بلکہ ان کو کوئی کشش ان ہونے والی ایک اور ہی روحانی کشش ہوتی ہے۔ جو اُن کو حاضری کے لئے مجبور کرتی ہے۔ وہ ان کی خدمت میں حاضری ان کی قدمبوسی سے اور ان کی زیارت سے مشرف ہونے کے مقابلہ میں دنیا کی ہر بڑی سے بڑی نعمت کو ہیچ جانتے ہیں۔ سچ ہے۔ شعر

گر خوری یک لقمہ از نان فقیر — خاک ریزی بر سر نان تنور

ہاں مگر اس نان کے خورش روز الست سے ان ہی سعید روحوں کی قسمت میں ہے۔ جن پر خدائے بزرگ و برتر کا احسانِ عظیم ہے۔ اور اسی روز الست سے بزرگانِ دین کے قدموں سے وابستہ ہیں۔

چنانچہ روحانی دعوت بروز اول جمعہ مبارک کو قرآن پاک کی تلاوت سے شروع کی گئی۔ اولاً جناب مولانا مولوی ضیاء اللہ صاحب لغمانی نے نہایت ہی خوش الحانی سے قرآن پاک کی تلاوت کی۔ اور ان کے بعد جناب محمد منیر صاحب غلام محمد صاحب سید ظہور شاہ صاحب سید اشفاق حسین صاحب اور دیگر طلبائے دار العلوم نقشبندیہ علی پور شریف نے نہایت ہی خوش آوازی سے ترتیل اور تجوید سے قرآن پاک کی تلاوت کی۔ اور ان کے بعد عالیجناب حضرت مولانا الحاج ڈاکٹر محمد الٰہ دتا صاحب خلیفہ سرکار علی پوری نور اللہ نے درود شریف اور نعت شریف پڑھ کر حاضرین کو مستفیض فرمایا۔ اور جناب محمد حنیف اور محمد منیر صاحبان طلبائے دار العلوم نقشبندیہ علی پور شریف نے قرآن پاک کی تلاوت کی۔ اور نعت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سنائی۔ ان کے بعد جناب میاں محمد حسین صاحب گل فروش وزیر آبادی نے نہایت ہی پیاری اور پرمحبت نعت شریف سنائی۔ اور خراج تحسین حاصل کیا۔ ان کے بعد مستری محمد شریف لاہوری نے نعت پڑھی۔ اور جناب حافظ قاری محمد سلیمان صاحب نے تلاوت قرآن پاک فرمائی۔ اور ان کے بعد حضرت الحاج مولوی محمد شفیع صاحب خطیب جامع مسجد سلامت پورہ کاموکے نے اثبات بیعت پر نہایت ہی عالمانہ فاضلانہ اور معقول و منقول وعظ فرما کر حاضرین کو از حد محظوظ و مستفیض فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم و فضل میں اور برکت فرمائے۔ آمین۔

زاں بعد جناب حاجی منشی الٰہ دو بابا صاحب متوطن صدر بازار سیالکوٹ چھاؤنی نے نہایت ہی مدلل اور موثر تقریر آداب مرید پر فرمائی۔ اور سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہٗ کے مرید مقبول اور محبوب پیر ہونے اور حضور بابا جی صاحب کے دعا فرمانے کے واقعات عجیب دلکش پیرایہ میں بیان فرمائے۔

زاں بعد جناب برائے کھانا دوپہر نماز جمعہ ختم کیا گیا۔ بعد از نماز جمعہ عالی جناب حاجی حکیم مبارک احمد صاحب لاہوری نے نعت پڑھی۔ اور مولوی محمد اسمٰعیل صاحب نے سرکار علی پوری اور حاضری علی پوری کی نسبت ایک دلکش نظم پڑھی۔ ؎ (چل علی پور چلیئے اوکھے مشکل ہوندی اے حل دے)

ان کے بعد حضرت پیر خورشید حسین صاحب نے محبت رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ پر نہایت دلکش وعظ فرمایا۔ ان کے بعد حضرت مولانا الحاج مولوی محمد عالم صاحب خطیب و امام چک نمبر ۵ جنوبی صحبت صالحین پر نہایت ہی پرجوش پر تاثیر وعظ فرمایا۔ ان کے بعد میاں محمد حسین گل فروش نے ایک درد ناک نظم حضور سرکار علی پوری فراق و صال پر سنائی۔ اور ان کے بعد خالد حسین صاحب ساکن بھکھڑ یالی تحصیل ڈسکہ نے ایک نعت سنائی اور جلسہ برائے نماز عصر و مغرب ختم ہوا۔

اجلاس سوئم بعد از نماز مغرب

نقشی غلام محمد صاحب اور عبد الرؤف صاحب نے تلاوت قرآن کی۔ اور میاں محمد حسین گل فروش نے نعت پڑھی۔ اور جناب صابر صاحب نے سلام سرکار علی پوری پڑھ کر سنایا۔ اور جناب شیخ معز الدین صاحب لاہور نے ایک نہایت ہی اعلیٰ نظم زہے قسمت مہمان علی پور پڑھ کر سنائی اور جناب نعیم صاحب لاہور نے (آنکھوں کو مل رہا ہوں غبار سحر کو میں) ایک نظم پڑھ کر سنائی۔ اور میاں جنتری صاحب جھنگوی نے اپنی نظم جھنگوی زبان میں سنائی۔ اور پھر حضرت مولانا حسن علماء رسول گوہر فاضل مدرس علی پوری نے اور صدر مدرس مدرسہ نقشبندیہ پر قصور نے محبت رسول علیہ السلام پر نہایت ہی فاضلانہ عالمانہ مدلل موثر معقول و منقول وعظ فرمایا۔ اور جس سے حاضرین نہایت ہی مستفیض ہوئے۔ ان کے بعد جناب محمد صدیق اور احمد علی صاحبان طلباء مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف نے نعت خوانی کی۔ اور ان کے بعد علامہ زمان مولانا الحاج صاحب مولوی محمد عبد الرشید صاحب نے صحابہ کرام سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام خلفائے راشدین و حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مدارج اور آپس میں تعلقات اور امیر معاویہ اور حضرات حسنین علیہم السلام کے تعلقات اور سالانہ خراج جو امیر معاویہ رضی بخدمت اقدس صاحب حسنین علیہما السلام روانہ کرتا تھا۔ نہایت احسن طریق پر بحوالہ قرآن تاریخ و حدیث اور اقوال بزرگان سلف اور ائمہ دین سامعین کو اپنے حسن بیان سے نہ صرف مسحور ہی کر لیا تھا۔ بلکہ ان کے علم بے حد اضافہ فرمایا۔ فرمایا اہل سنت و جماعت کا صحیح عقیدہ تھا جو سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صحابہ کرام کی نسبت ہے۔ لوگوں کے دلوں میں نقش کر دیا۔ بعد ازاں گل فروش نے نعت سنائی۔ اور سلام پڑھا گیا۔ اور روز اول کا اجلاس بخیر و خوبی انجام ہوا۔

روز دوئم۔ بروز ہفتہ ۷ اپریل ۱۹۵۶ء

جناب قاری حافظ سلیمان صاحب کالا باغ نے خوش الحانی تلاوت قرآن پاک فرما کر جلسہ کا آغاز کیا۔ بعد محمد حنیف صاحب نے قرآن کی تلاوت کی اور صوفی جمال دین صاحب نے منقبت سرکار علی پوری سنائی

زاں بعد عالیجناب حضرت مولٰنا مولوی غلام رسول صاحب گوہر صدر مدرس مدرسہ نقشبندیہ قصور نے اتباع اسوۂ حسنہ سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ارکان اسلام شعائر اسلام جو حضور علیہ الصلوٰۃ نے پیش کئے نہایت عالمانہ دلکش اور موثر پیرایہ میں بیان فرما کر حاضرین سامعین سے جو تمام خاموش دم بخود ہو کر سن رہے تھے خراج تحسین حاصل کیا۔ ان کے بعد حافظ صاحب راولپنڈی نے تقریر فرمائی۔ اور ان کے بعد عالیجناب حضرت مولٰنا الحاج ڈاکٹر محمد اللہ دتہ صاحب تعظیم مسجد حقیقی پر نہایت ہی پر تاثیر نظم پڑھ کر سنائی۔ آپ کے بعد سلطان خان صاحب نے نظم سنائی۔ اور شیخ افتخار احمد صاحب نے شجرہ شریف پڑھا۔ محمد صدیق صاحب نے نعت سنائی۔ اور مولٰنا مولوی ضیاء اللہ صاحب نعمانی نے بیعت العارفین پر نہایت موثر تقریر فرمائی۔ پھر صابر صاحب نے نعت پڑھی۔ اور عالیجناب فضیلت مآب مولٰنا الحاج پیر سید اختر حسین شاہ صاحب نے نہایت ہی مفصل مدلل۔ موثر۔ دلکش عباد الرحمٰن پر وعظ فرمایا۔ وعظ کیا تھا۔ نور کا سمندر تھا جو تمام جلسہ پر حاوی تھا۔ اور صحیح عقائد اہل سنت و جماعت بیان فرما کر حاضرین کو ممنون و مشکور فرمایا۔ اور آپ کے بعد اعلیٰ حضرت سراج الملت حضور صاحبزادہ صاحب نے سید محمود شاہ کوہاٹی کے بیان نسبت صحابہ کرام ارشاد فرمائی۔ اور جناب حاجی سید محمود شاہ صاحب نے بھی تسلیم کیا۔ زاں بعد جلسہ برائے کھانا دوپہر۔ نماز ظہر برخاست ہوا۔

اجلاس دوئم بعد از نماز ظہر

جلسہ کارروائی اجلاس تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی۔ اور حاجی محمد دین صاحب شیخ افتخار احمد صاحب عبدالعزیز صاحب۔ رحمت علی صاحب اور صابر حسین صاحب نے نعت با خوش الحانی سنائی۔ اور ان کے بعد جناب مولٰنا الحاج حضرت حافظ پیر سید ولایت شاہ صاحب گجراتی نے صحیح عقائد اہل سنت جماعت عالم کا عامل بہ عمل ہونا حق گوئی۔ اکل حلال۔ کسوت حلال محبت رسول علیہ السلام اتباع ارکان اسلام پر نہایت ہی موثر وعظ فرمایا۔ اور جلسہ برائے نماز عصر و مغرب ختم کیا گیا۔ بعد از نماز اجلاس سوئم کا تلاوت قرآن پاک سے آغاز کیا گیا۔ جناب حافظ عبداللطیف صاحب منشی فاضل سیالکوٹی نے تلاوت فرمائی۔ فیروز دین صاحب سیالکوٹی اور محمد حنیف صاحب نے تلاوت کی۔ ان کے بعد جناب سید غلام حسین صاحب نے محبت اولیاء اللہ پر و رحمت پر مختصر مگر موثر اور مدلل تقریر فرمائی۔ ان کے بعد مرزا محمد یوسف صاحب کلرک دفتر نہر لاہور نے محبت اہل اللہ پر بے نظیر دلچسپ دل نشین تقریر فرمائی۔ اور ان کے بعد حضرت مولٰنا الحاج حافظ سید محمود شاہ صاحب گجراتی نے نہایت پر جوش اور پر تاثیر طریق پر وعظ فرمایا۔ اور رسالہ انوار الصوفیہ کے لئے تحریک فرمائی۔

ان کے بعد ان کے برادر خورد عالی جناب حضرت مولانا حافظ سید حامد شاہ صاحب نے نہایت دل نشین اور نہایت موثر وعظ فرمایا۔ اور آپ کے بعد علاوہ ازیں حضرت مولانا الحاج مولوی محمد قطب الدین نے حاضرین کی سرگرم التجا پر چند سنت حقائق اسلام پر وعظ فرمایا۔ ازاں بعد عالیجناب اعلیٰ حضرت سراج الملت نے کلمات طیبات سے حاضرین کو مستفیض فرمایا۔ قرآن پاک کی حفاظ نے تلاوت کی۔ قرآن پاک جمع کئے گئے۔ نعت خوانی ہوئی۔ سلام پڑھا گیا۔ اور سرکار علی پوری نور اللہ مرقدہا کے روضہ پر فتوح کی خدمت اقدس میں ثواب پیش کر کے حاضرین کی حل مشکلات اور حاجت روزی کے لئے بتوسل حضور دعا کی گئی۔

اللہ تعالیٰ اس دودمان عالی تبار کو جو اہل دنیا کے لئے چراغ ہدایت ہے تا ابد قائم رکھے۔ تمام یاران طریق کی طرف سے جملہ صاحبزادگان کا دلی شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ جن کے مبارک وجود کی طفیل اس مقدس و مبارک مجلس میں حاضری عطا ہوتی ہے۔ اور روحانی اور جسمانی خوراک نصیب ہے۔ تمام یاران جھنگ، سیالکوٹ اور قصور کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ وہ ہر قسم کی تکالیف برداشت کر کے یاروں کی خدمت کرتے ہیں۔

ڈاکٹر الٰہ دتہ صاحب کنجاہی

ذکر اللہ

گذشتہ سے پیوستہ

جنہے فرض تے نفل نے سنتاں ہور عبادت بھائی
یاد اللہ دی خاطر آئے اس وچ شک نہ کائی

أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ دسیا سانوں راز الوکھا
سب عبادتاں نالوں درجہ ذکر اللہ دا چوکھا

ذاکر کدی نہ بھلن رب نوں سار اکھٹری رہندے
بیع تجارت ہو رہے شغل اونہاں نوں کی کہندے

کرکہ ذکر ہمیشہ ذاکر رب نوں راضی کردے
اوہدی خاطر ہی اوہ زندہ اوہدی خاطر مردے

واہ گذراں اونہاں دی طالب جیہڑے عاشق رب دے
غافل دنیا دے وچ رہ کے ذکروں مولیٰ نہ رجدے

تصوف تصویر شیخ

ڈاکٹر اللہ دتہ صاحب
کنجاہی

گذشتہ سے پیوستہ

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا۔ پ ۱۵ ع ۱۶ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ رکھا کیجیے، جو صبح و شام یعنی علی الدوام اپنے رب کو پکارتے (یاد کرتے) رہتے ہیں محض اس کی رضا جوئی کے لئے اور دنیوی زندگی کی رونق کے خیال سے آپ کی آنکھیں ان سے ہٹنے نہ پائیں۔

شان نزول۔ لاتطرد الذین الخ اس وقت نازل ہوئی۔ جب کہ روسائے کفار نے یہ چاہا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فقیر مسلمانوں مثلاً صہیب عمار جناب سلمان وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اپنی مجلس سے اٹھا دیں۔ اور یہ شرط کی۔ کہ یہ ارذل لوگ ہیں۔ ہم ایسی حالت میں آپ کے پاس بیٹھ سکتے ہیں۔ کہ یہ اٹھا دیئے جائیں۔ کیونکہ ان کے کپڑوں سے بھیڑ بکریوں کی بو آتی ہے۔ چونکہ ہم قوم کے سردار ہیں۔ ان کے ساتھ بیٹھنا برا معلوم ہوتا ہے۔ آپ انہیں نکال دیں۔ تو ہم ایمان لے آویں گے۔ چونکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ان کے ایمان لانے پر حریص تھے اس لئے آپ نے ان کے مشورہ پر عمل کرنے کا ارادہ کیا ہی تھا۔ کہ جبریل یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان فقراء کے اٹھا دینے سے منع فرمایا ہے۔ کفار نے کہا۔ اچھا ایک دن ہمارے لئے مقرر فرمایئے۔ ایک دن ان کے لئے۔ آپ نے فرمایا میں نہیں کر سکتا۔ انہوں نے کہا۔ کہ خیر مجلس تو ایک ہی ہو۔ لیکن ہماری طرف منہ اور ان کی طرف پشت کر کے بیٹھا کیجئے۔ اس وقت آیت مذکورۃ الصدر واصبر نازل ہوئی۔ (معالم تنزیل) قتادہ کا قول ہے۔ کہ یہ آیت اصحاب صفہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ یہ سات سو درویش تھے۔ جو مسجد نبوی میں رہا کرتے تھے۔ ان کو تجارت سے کام تھا نہ کھیت کیار سے غرض نہ چوپایوں سے سروکار۔ ایک نماز پڑھی اور دوسری کی انتظار میں وہیں بیٹھے (یاد الٰہی میں مصروف) رہے جب یہ آیت اتری تو آپ نے فرمایا۔ کہ خدا کا شکر ہے جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا کئے ہیں۔ کہ مجھے ان کے ساتھ رہنے کا حکم ہے۔ (معالم تنزیل)

وجہ استدلال۔ اس آخری قول سے معلوم ہوتا ہے، کہ ذاکران حق کی ایک بڑی جماعت (اصحاب صفہ) جو مسجد نبوی میں رہا کرتی تھی۔ وہ حضرات دنیوی لحاظ سے پسماندہ نادار اور مفلس تھے۔ اور دینی لحاظ سے مقربان حضور کہ ہر وقت ذکر اللہ (یاد الٰہی) میں مصروف رہتے تھے۔ ان کی تسلی اور دلجوئی اور مسلمانوں کی کافروں و مشرکوں

مقابلہ میں عزت و بزرگی عنداللہ کے اظہار کیلئے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم الٰہی ہوتا ہے۔ کہ آپ اپنے آپ کو ان کے ساتھ رکھا کریں۔ یعنی ان کے ساتھ بیٹھا کریں۔ اور وہ آپ کی آنکھوں کے سامنے ہی رہیں۔ وَاصْبِرْ۔ لَا تَعْدُ۔ دونوں صیغے امر اور نہی کے ہیں۔ جو عموماً وجوب اور استمرار کے لئے آتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ یہ حضور کی ہم نشینی اور نگہبانی (ان پر نظر رکھنا) ہمیشہ اور ہر وقت رہے۔ چونکہ زندگی کے شبانہ روز میں کئی مواقع ایسے آتے ہیں۔ کہ جن میں ان فقراء سے الگ اور جدا بھی ہونا پڑتا تھا۔ اور اس طرح ارشاد (امر) الٰہی کی تعمیل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے یہ ماننا پڑے گا کہ ایسے مفارقت و جدائی کے اوقات میں حضور کی دلی توجہ اور خیالی (دھیان) ان کا رابطہ ... وہ روحانی طور پر حضور کی آنکھوں کے سامنے (لطف و کرم کی نگاہوں میں) رہیں۔ یہی تصور کی حقیقت ہے۔ فہو المراد۔

احادیث میں تصور کے واقعات۔ بکثرت احادیث میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصور کرنے کے تذکرے موجود ہیں۔ مثال کے طور پر بخاری شریف سے کچھ حوالے نقل کئے جاتے ہیں۔

(۱) حضرت انس رض کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبیلہ میں جن کو بنو عمرو بن عوف کہا جاتا ہے مدینہ میں تشریف لائے۔ اور چودہ رات وہاں قیام فرمایا۔ پھر قبیلہ بنی نجار کے پاس کسی کو بھیجا۔ وہ لوگ تلواریں لٹکائے ہوئے حاضر ہوئے۔ مجھے معلوم ہو رہا ہے۔ (نظر آ رہا ہے) کہ آپ سواری پر ہیں۔ ابوبکر رض آپ کے پیچھے سوار تھے۔ بنی نجار کا گروہ آپ کے آس پاس تھا۔ الخ گویا کہ حضرت انس رض روایت حدیث بیان کرتے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس موقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ یہی تصور ہے۔

(۲) حضرت عائشہ رض کہتی ہیں۔ کہ احرام کی حالت میں جو حضور کی مانگ میں خوشبو کی چمک (نشان) ہوتی تھی۔ وہ میری نظر میں اب تک ہے یہ تصور رسول (الشیخ) کی زندہ مثال ہے۔

(۳) حضرت ابن عمر کہتے ہیں۔ میں حضور کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک روز میں سو رہا تھا۔ میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا۔ میں نے اتنا پیا۔ کہ مجھے اس کی تری اپنے ناخنوں سے نکلتی ہوئی اب تک معلوم ہو رہی ہے۔ گویا کہ حضور خواب کا واقعہ بیان کرتے وقت اپنی آنکھوں سے اس حالت کو دیکھ رہے ہیں۔

(۴) حضرت انس رض کہتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط لکھایا۔ لکھنے کا ارادہ فرمایا۔ آپ سے عرض کیا گیا۔ کہ وہ لوگ بلا مہر کے خط کو نہیں پڑھتے ہیں۔ اس لئے آپ نے چاندی کی انگشتری بنوائی۔ مجھے اس کی سپیدی آپ کے دست مبارک میں اب تک معلوم ہو رہی ہے۔ اس میں حضرت انس رض حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور اس خاص حالت کا کر رہے ہیں۔

(۵) حضرت ابن عباس رض کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا۔ گویا میرے پیش نظر ہے

کہ موسیٰ وادی میں داخل ہو رہے تھے۔ اور لبیک پڑھ رہے تھے۔ اس میں حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ کے وادی میں داخل ہونے اور لبیک پڑھنے کا تصور فرما رہے ہیں۔

۶۔ حضرت ابن عباس رضؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر ابراہیم علیہ السلام کو دیکھنا چاہو۔ تو اپنے آقا اور نبی کو دیکھ لو۔ رہے موسیٰ علیہ السلام تو وہ ایک گٹھے ہوئے گندمی رنگ کے آدمی تھے۔ سرخ اونٹ پر سوار تھے۔ جس کی نکیل کھجور کے چھلوں کی بٹی ہوئی رسی کی تھی۔ گویا میں ان کو دیکھ رہا ہوں۔

۷۔ حضرت ابوہریرہ کا ایک طویل حدیث میں جس میں صرف تین شخصوں کے گود میں کلام کرنے کا ذکر حضورؐ نے فرمایا ہے کہتے ہیں تیسرے ایک عورت بنی اسرائیل کی اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ کہ اس کے پاس سے ایک سوار خوبصورت عمدہ کپڑے پہنے ہوئے گذرا اس عورت نے دعا کی کہ اے خدا میرے بیٹے کو بھی ایسا ہی خوبصورت اور مالدار کر دے۔ لڑکے نے کہا اے خدا مجھے اس طرح نہ کر پھر وہ عورت کے پستان میں چسکی لگانے کی طرف مشغول ہو گیا۔ ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں۔ کہ گویا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ وہ اپنی انگشت مبارک چوس رہے ہیں۔ الخ۔ اس میں حضرت ابوہریرہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا تصور کر رہے ہیں۔

۸۔ حضرت ابن عباس رضؓ کہتے ہیں۔ کہ حضرت بریرہ رضؓ کے شوہر غلام تھے۔ جن کا نام مغیث تھا۔ گویا میں ان کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ وہ بریرہ رضؓ کی فرقت میں اس کے پیچھے پیچھے روتے ہوئے جا رہے ہیں۔ اور ان کے آنسو جاری ہیں۔ نبی علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا۔ دیکھو مغیث کا بریرہ رضؓ سے اتنی محبت کرنا اور اس کا اتنا بغض رکھنا کتنی بڑی تعجب کی بات ہے۔ الخ۔ اس میں حضرت ابن عباس رضؓ مغیث رضؓ کا تصور کر رہے ہیں۔

نظم

مجدد جو ہیں الف ثانی کے حضرت
ہے مکتوب میں ان کے ایسی عبارت
یہ نعمت عظیمہ کسے اب عطا ہو
کہ حاصل تصور سے قرب خدا ہو
تصور کی دولت میسر ہے جس کو
ملی نعمتیں دین و دنیا کی اس کو
تصور میسر کہاں بے بصر کو
یہ دولت تو ملتی ہے اہل نظر کو
تصور کو کہتے ہیں وہ بت پرستی
سدا کرتے ہیں جو کہ شہوت پرستی
تصور نہ بت ہے نہ ہے بت کی صورت
پرستش کی اس کی نہیں کوئی صورت
پرستش ہے اللہ کی کرنی عبارت
نہ محض اتباع اور نہ مطلق اطاعت
عبادت میں اظہار ہے عبدیت کا
یقین رکھے اللہ کی احدیت کا
سمجھنا خدا کو ہی معبود اپنا
جو ہو لائق اس کے وہی فعل کرنا

ہے دیدار حق کس نے دنیا میں لایا — الا ابصار لا یدرکہ ہے آیا
تصور میں نادیدہ شے کیسے آئے — خدا کا تصور کہاں پھر سمائے
تصور سے ہوتی ہے حاصل معیت — نہ شرک اس میں لازم نہ ہے کوئی بدعت
معیت روحانی بزرگان دین کی — ہے تعمیل گویا تو امر الصادقین کی
تصور سے ہی لطف ہے زندگی کا — یہی جزو اعظم تو ہے بندگی کا
تصور نہ ہوتا تو دنیا نہ ہوتی — عبادت بھی خالص خدا کی نہ ہوتی
تصور کا چرچا ہے عالم میں ہر سو — کہیں ہائے ڈلائے کہیں پر ہے ہا ہو
تصور جدائی کے ماروں کو ڈھارس — تصور محبوں کو۔ لوہے کو پارس

ذکر اللہ

ڈاکٹر الہ دتہ صاحب کنجاہی

گزشتہ سے پیوستہ

غافل مردہ تے ذاکر زندہ آپ نبی فرمایا — کافراں نوں رب مردے کہیا وچ قرآن دے آیا
ذکروں غافل ہوں نہ ہونا رب نوں بھل جاناں — صفت ایہہ کافراں بدکاراں دی لکھی وچہ قرآناں
خاص اہل ایمان جے چاہیں ذکر اللہ نت کرناں — اس دے سکھنے خاطر چاہیے مرشد کامل پھڑناں
تنگ گزران رہے نت اس دی جو ذکروں منہ پھیرے — حشر دیہاڑے انا ہا ہوسی وچہ جہنم ڈیرے
انا حاکر کے حشر دیہاڑے اس نوں رب اٹھائے — نا اوہ نعمتاں رب دا ندا کجھ دیدار نہ پائے
اوہ پچھسی میں یا رب دنیا وچہ ساں اکھیاں والا — ایتھے انہاں کیتا مینوں ایہہ کی پیا کشالا
رب کہسی تو حکم اساڈے دنیا وچہ بھلائے — ایسے طرح خدا نے ایتھے تدھ ولوں چت چا پائے
ذکر الہی دا کی رتبہ ہر ہر ذکروں اعلیٰ — وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَر کہیا آپے حق تعالیٰ

وچہ حدیثاں ذکر اللہ دی عجب فضیلت آئی
ذاکراں نوں سب عابداں اتے دتی نبی وڈیائی

توبہ

گذشتہ سے پیوستہ ——— از ڈاکٹر حاجی الٰہ دتہ صاحب گنجاہی

کیا ہے توبہ نصوح اے اہل دیں
اس طرح سب کہتے ہیں اہل یقیں

کہ نصوحا نام تھا اک مرد کا
فسق و بدکاری میں وہ اک مرد تھا

دوستوں کو بھی مخالف کر لیا
مال ان کے مکر و فن سے کھا گیا

بن گیا یونہی خدا کا یار وہ
ہو گیا مشغول استغفار وہ

ترک کر ڈالے سبھی جرم و خطا
رو کے دل کو حق کی جانب کر لیا

پاس اس کے جس قدر بھی مال تھا
جن کا کھایا تھا انہیں کو دے دیا

دشمنوں کو جتنا اس سے ہو سکا
خوفِ حق سے خوب شاداں کر دیا

دشمنوں کے آگے سب زر رکھ دیا
اپنے کپڑے بھی کیے تن سے جدا

کوئی مرد آیا کہا اے باتمیز
آپ سے لینی ہے میں نے کوئی چیز

ایک فقط تہبند اس کے پاس تھا
کھول کر وہ بھی کمر سے دے دیا

آپ پانی کے گڑھے میں گھس گیا
عہد توبہ کا خدا سے یوں کیا

حق کا فرمانا ہے یوں توبہ کر
دامنِ عصمت پہ یوں قبضہ کر

ہے حدیثوں میں کہ خلاقِ جہاں
اس سے ہو توبہ سے بڑھ کر شادماں

پُرخطر جنگل میں ہو کوئی جواں
خاک پر لیٹے ہی سو جاتا ہو واں

ملک ہے اونٹ اور اسباب و طعام
رکھتا جو کچھ ہے وہ ہے اس پر تمام

اونٹ گم جاتا ہے جب ہے جاگتا
اٹھتا ہے کھوج پاں ہے بھاگتا

خوف کرتا ہے کہ شدتِ پیاس ہے
راہ میں دل خستگی سے دہر ہے

اپنی جاں سے تنگ آ کر وہ جواں
جستجو میں اس کی پھرتا ہے وہاں

ہو کے مایوس اپنی جا پر آ گیا
اور سر اپنی کلائی پر رکھا

تھا تھکا ماندہ اسے نیند آ گئی
نیند سے پھر آنکھ جب اس کی کھلی

اونٹ کو دیکھا سلامت ہے، قریب ہیں
ہو گیا شاداں دل اندوہ گیں

چاہتا ہے شکر اب اس کا کرے
اور خوشی سے پھر خدا کو یوں کہے

تو خدا میرا ہے میں بندہ ترا
اور جہاں میں تو ہی ہے مشکل کشا

یہ خوشی سے لڑکھڑاتی ہے زباں ؎ کہتا ہے اے خالقِ کون و مکاں
میں خدا تیرا تو ہے بندہ مرا ؎ اور جہاں میں میں ہی ہوں مشکل کشا

حاجی محمد احمد صاحب کنجاہی

آمدِ رمضان مبارک

الحمدللہ الحمدللہ فیر آگیا ماہ رمضان پیارا

وڈی شان والا آن بان والا جیہدے وچہ آیا قرآن پیارا

آیا ماہ رمضان بخشاں سانوں روزے رکھو تے نفس شیطان مارو

پچھلے معاف تے اگوں نہ بھول کرنا ایہناں، بدیاں دا وہم گمان مارو

در دوزخاں دے کیتے بند جاندے اتے قید سبھے شیطان ہوندے

کوئی کشش گناہ ول رہے ناہیں ایسے رب صاحب مہربان ہوندے

رکھنے والیاں نوں صبر رب دیندا روزے کھان جیہڑے او نادان ہوندے

کرن صبر تے پڑھن نماز جیہڑے حاجی اوہناں تے رب رحمان ہوندے

روزے فرض کیتے رب مومناں تے تاں جے متقی مومن بن جان سارے

مومن متقی رب دے ولی ہوندے ویکھو وچہ قرآن بیان پیارے

شکر رب دا کریے کروڑ واری وچہ عمر دے فیر اکوار آ گئے۔

روزے رحمتاں برکتاں نال لے کے اوہ مومناں کرن نثار آگئے

رب دتی تکلیف نہ مومناں نوں وچہ سفر بیماری معاف کیتا

پچھوں رکھ لینا روزہ قضا ہویا واہ وا رب طالب انصاف کیتا

کی ہدایت کے لئے دعا کی۔ جب کہ ان کو بے حد اذیت پہنچائی گئی۔ فرماتے ہیں۔ "یا رب اھدِ قومی فانّھم لا یعلمون"۔ اس میں تو کلام نہیں کہ بدی کا بدلہ ویسی بدی اگر بدکن سے کی جائے۔ تو گناہ نہیں جزاءُ سیئةٍ سیئةٌ مثلھا۔ مگر معافی کا درجہ اعلیٰ ہے ؎

بدی را بدی سہل باشد جزا   اگر مردی احسن الیٰ من اسا

معافی اور صلح کا اجر خداوند کریم کی ذات پاک عطا کرنے والی ہے۔ خواجہ حافظ فرماتے ہیں ؎

کفر است در طریقت ما کینہ داشتن   آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن

اقرب بقریب اسی مضمون کا ایک دوسرا شعر فرماتے ہیں ؎

وفا کنیم و ملامت کشیم و خوش باشیم   کہ در طریقت ما کافری ست رنجیدن

تو خداوند کریم کی عشق و محبت کے حصول کا دم بھرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی صفات ستاریت، غفاریت اور رحمانیت کی طرف خیال نہیں کرتا۔ اور اس کے سنہری اصول تخلقوا باخلاق اللہ کے مطابق عمل نہیں کرتا بدی کے بدلے بدی کی سزا دیتا ہے۔ تو سوچ تجھ میں اور عام انسان میں کیا فرق ہے ؎

من بد کنم و تو بد مکافات دہی   پس فرق میان من و تو چیست بگو

مناسب تو یہ تھا۔ تو عاجز مخلوق خدا کو محبت بھری نگاہ سے دیکھتا ان کی غلطیوں کو جن سے تم کو تکلیف ہوئی معاف کرتا حتیٰ کہ دل میں ان کو لاتا کہ ان سے انتقام لینے کی کوشش کرتا۔ بلکہ نہ صرف ان کو معاف ہی کر دیتا۔ اگر موقعہ ملتا۔ تو ان کی مدد کرتا۔ اور ان کو ممنون احسان و مرہون منت بناتا۔ فرماتے ہیں۔

ما عادت خود بہانہ جوئی نکنیم   جز راستی و نیک خوئی نکنیم

آنہا کہ بجائے ما بدیہا کردند   گر دست دہد بجز نکوئی نکنیم

شعر: یہ کاظمین الغیظ غصہ میں کبھی آتے نہیں   رنج سہتے ہیں مگر وہ رنج پہنچاتے نہیں

حضور سرور کون و مکاں سیاح انس و جاں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ مسلمان کینہ ور نہیں ہوتا۔

حضرت خواجہ محبوب الٰہی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

ہر کہ مارا یار نبود ایزد او را یار باد   ہر کہ مارا رنج دارد راحتش بسیار باد

ہر کسے خارے نہد در راہ من از دشمنی   ہر گلے کز باغ عمرش بشگفد بے خار باد

ایک اور صاحب فرماتے ہیں۔ ہر کہ او در راہ من خارے نہد من گل نہم ؎ او سزائے خار یابد من جزائے گل برم

ریا۔ دکھاوا۔ نہایت ہی بری صفت ہے۔ جس سے تمام عبادات ضائع ہو جاتی ہیں۔ اس بری صفت کا خاصہ یہ ہے کہ انسان جو عبادات کرے یا کوئی نیک عمل کرے۔ اس میں محض دکھاوا ہی دکھاوا ہوتا ہے۔ اور اس سے کرنے والے

کی نیت اور منشا سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوتی۔ کہ لوگ اس کو بڑا عابد۔ زاہد اور نیکوکار یعنی متقی اور پرہیزگار خیال کریں جو عبادت محض برائے خوشنودی پروردگار عالم خلوص دل سے نہ کی جائے۔ اس کو خداوند عالم کی بارگاہ عالی میں شرف قبولیت حاصل نہیں ہو سکتی۔ وہ عبادت در اصل مخلوق کی عبادت ہے۔ نہ کہ خدا کی کیونکہ وہ اپنی عبادت کی شہرت مخلوق میں چاہتا ہے۔ صوفیائے کرام کے نزدیک ریا شرک خفی ہے۔ مولیٰ کریم ایسی مذموم صفت سے بچائے۔ خواجہ حافظ فرماتے ہیں ؎

تو خرقہ را برائے ہوا ہے پوشی ٭ کہ تا بزرق بری بندگان حق از راہ

تو نے درویشی کا جامہ ہوا و حرص کی خاطر پہنا ہوا ہے۔ کہ فریب سے بندگان خدا کو گمراہ کرے۔ خواجہ عبدالاحد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جو عمل ہے بے طلب معبود کے ٭ وہ عمل ہے بار یا تو جان لے

جانتا ہے کیا ریا ہے۔ اے جواں ٭ یعنی یہ ہے شرک اصغر بے گماں

جس کے دل میں یہ ریا ہے اے حبیب ٭ بت پرستوں میں بھی ہے وہ تو بے نصیب

د۔ منافق نہ بنے۔ کیونکہ نفاق کفر سے بدتر ہے۔ منافق بڑا دھوکا باز ہوتا ہے۔ منافق بدترین انسان ہے منافق کی نشانی اللہ کریم نے قرآن پاک میں یوں فرمائی ہے۔ کہ جب وہ مومن کو ملتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ کہ ہم تو ایمان والے ہیں۔ اور جب اپنے شیطانوں کے پاس ہوتے ہیں۔ تو ان سے کہتے ہیں۔ کہ ہم تو مومنوں کو استہزا کرتے ہیں مگر خداوند کریم ان سے استہزا کرتا ہے۔ اور ان کو ان کی سرکشی میں کھینچ رہا ہے۔ اور وہ اندھے ہو رہے ہیں منافق کے لئے نہایت سخت ترین سزا ہے۔ اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔ اس لئے مرید مومن کو چاہیئے کہ ایسا دغاباز انسان نہ بنے

ح۔ غیبت کرنا چغلی کرنا شکایت کرنا۔ کسی کی چغلی یا غیبت نہ کرے۔ اس سے اپنے نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ اور جس کی بابت چغلی کی جاتی ہے۔ اس کے گناہ کٹ جاتے ہیں۔ اور چغلی کرنے والے کے نامہ اعمال میں ایزاد ہو جاتے ہیں۔ قرآن پاک میں مولا کریم فرماتا ہے۔ کہ کیا تم کو یہ بات پسند ہے۔ کہ تم اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاؤ۔ گویا چغلی کرنا مردار بھائی کا گوشت کھانا ہے۔

حضور رسول کریم صلعم نے ایک دفعہ حکم دیا۔ کہ جو صحابی روزہ رکھے۔ میری اجازت کے بغیر کوئی روزہ نہ کھولے چنانچہ ہر ایک صحابی جناب والا سے پوچھتا اور جا کر روزہ کھولتا۔ ایک صحابی آیا اور اس نے پوچھا اس کو اجازت ہوئی۔ اس نے نیز حضور والا سے دریافت کیا۔ کہ دو مستورات نے بھی روزہ رکھا ہوا ہے۔ ان کے لئے اجازت فرمائی جاوے۔ آپ نے منہ پھیر لیا۔ اس کے دوبارہ عرض کرنے پر حضور صلعم نے فرمایا۔ کہ انہوں نے روزہ نہیں رکھا۔ جو آدمی دن بھر لوگوں کا گوشت کھاوے۔ اس کا کب روزہ ہوگا۔ تو جا کر ان سے کہدو کہ اگر تمہارا روزہ ہے۔ تو قے کرو۔ اس نے عورتوں کو حضرت صلعم کا حکم سنایا۔ انہوں نے قے کی۔ تو ہر ایک کے منہ سے جما ہوا خون نکلا۔ اس نے آ کر آپ کی

خدمت میں یہ ماجرا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا قسم ہے۔ اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر یہ خون کے لوتھڑے ان کے سینوں میں رہ جاتے تو ان کو دوزخ کھا جاتا۔ فرمایا اتنی جلدی خشکی میں آگ نہیں لگتی۔ جتنی جلدی غیبت بندہ کے حسنات کو خشک کر دیتی ہے۔ فرمایا چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔ فرمایا مسلمانوں کی غیبت نہ کرو۔ اور نہ ان کی غیبت کے درپے ہو۔ جو کوئی اپنے بھائی کی غیبت کے درپے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی غیبت کے درپے ہو جاتا ہے۔ اور جس شخص کی غیبت کے درپے اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔ اس کو اس کے گھر کے اندر رسوا کرتا ہے۔ فرمایا تم میں سے خدا کے نزدیک برے وہ ہیں۔ جو چغلی کرتے ہیں۔ اور بھائیوں میں جدائی ڈالتے ہیں۔ اور صاف آدمیوں کے عیب ڈھونڈتے ہیں۔ فرمایا جو شخص مسلمان پر ناحق عیب لگائے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن دوزخ میں عیب لگائے گا۔ فرمایا چغل خور حلال زادہ نہیں ہوتا۔ شیخ سعدی فرماتے ہیں۔ ؎ سخن چین بدبخت ہیزم کش است ؛ وہ مرید جو اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔ اور اپنے روحانی اور دینی بھائیوں کی شکایت کرتا ہے۔ وہ اس سے سبق حاصل کرے۔ کہ اس کو کیا درجہ حاصل ہوگا۔ جو بات وہ اپنے اوپر پسند نہیں کرتا۔ اوروں پر بھی پسند نہ کرے۔

حضور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ آپس میں حسد نہ کرو نہ بغض کرو۔ نہ ایک دوسرے کی چغلی و غیبت کرو۔ اور ہو جاؤ اللہ کے بندے۔ بھائی بھائی میری جان دعویٰ خدا کا بندہ اور مقبول بندہ بننے کا۔ اور اعمال یہ کہ ہر ایک بھائی کے خلاف دل میں حسد بغض اور کینہ ہو۔ اس کی جا و بے جا شکایت کر کے درپے آزار ہو۔ تم ہی دل میں خیال کرو۔ کہ تم کو خدا کی معرفت کس طرح نصیب ہو سکتی ہے۔ خدائی صفات تخلقوا باخلاق اللہ سے تو تو بالکل معرا۔ تو خداشناسی کس طرح حاصل ہو۔ اور تو اوروں کی عیب جوئی کرے۔ ان کو ذلیل اور بے عزت کرنے کی کوشش کرے۔ تو تجھ پر در رحمن کس طرح وا ہوگا۔ یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ خداوند کریم کو تو اپنے بندوں سے۔ عاجز بندوں سے محبت ہو۔ اور تو ان کے درپے آزار ہو۔ اور پھر تیرا بھلا ہو۔ ؎ ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت ؛ دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست

ع این خیال است و محال است و جنوں

(۵) **بخیلی**۔ کنجوسی بخیلی نہ ہو۔ مولیٰ کریم نے تجھ کو دنیا میں روپیہ جمع کرنے کے لئے نہیں بھیجا۔ بلکہ عبادت اور وصول معرفت کے لئے۔ حدیث شریف میں حکم ہے۔

بخیل ار بود زاہد بحر و بر ؛ بہشتی نباشد بحکم خبر

ایک بزرگ نے ایک شعر میں ان اوصاف سیئہ کا ذکر کیا ہے۔ جن سے مولیٰ کریم کو ہر وقت علیحدگی ہے

حسد بخیلی ظلم تکبر غصہ کینہ خودی ؛ یہ ہیں ساتوں نمک حرامی کریں خدا سے جدی

حضرت خواجہ عبدالصمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ بہت بڑی امراض باطنی چار ہیں۔

چار ہیں امراض باطن بس عظیم ۔۔۔ بلبشنتران کی دوا کر ای سلیم!
اول کبر دوم ہے ریا ۔۔۔ سخت یہ چاروں ہیں دونوں ای فتنا
تیسرے ہے کسل چوتھے حرص و آز ۔۔۔ ان سے پیدا اور ہوں ای بے نیاز

ان امراض باطنی یعنے اخلاق سیئہ کے سوا اور بھی بہت سی بدعادات اور خصائل ہیں۔ جن کا ترک کرنا لازم ہے بمثلاً شہوت، حرص، دغا، جبن وغیرہ اگر ان خصائل رذیلہ سے رہائی نہ حاصل کی جائے۔ اور ان کی بجائے دوسرے اخلاق حمیدہ نہ حاصل کئے جاویں۔ تو انسان انسان کامل یا مرید صادق نہیں ہو سکتا۔ اور اس کا قلب نور خداوندی جو وہ بذریعہ پیر طریقت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس کو حاصل نہیں کر سکتا۔ نہ اسے صفائی باطنی حاصل ہو سکتی ہے۔ اور اس کو نور خداوندی اور صفائی باطنی نصیب ہی کیوں ہو۔ وہ تو شب و روز خدا کے بندوں۔ خدا کی مخلوق پیاری مخلوق جس کا وہ مالک خالق اور رازق ہے۔ جو ان کے لئے آرام اور آسائش کے تمام سامان مہیا کرتا ہے۔ جن کی حفاظت اور راحت اسی ہستی برتر کے ذمہ ہے۔ درپے آزار ہے۔ ایسا آدمی مرید صادق ہونے اور محب اہل اللہ ہونے۔ یا غلام حضور رسول مقبول صلعم ہونے۔ اور خدائے عزوجل کے عرفان کا خواہاں ہونے کا کیسے طرح دم بھر سکتا ہے۔ اس کا صرف دعوی ہی دعوی ہے۔ حکیم خاقانی فرماتے ہیں۔

خواہی کہ شود دل چو آئینہ ۔۔۔ دہ چیز برون کن از میان سینہ
حرص و دغل و حرام و غیبت ۔۔۔ بغض و حسد و کبر و ریا و کینہ

ان اخلاق ذمیمہ سے نجات حاصل کرنے سے مومن صادق، مریدوں کا دل مثل آئینہ کے صاف ہو جاتا ہے۔ اور اس میں ان کی بجائے اوصاف حمیدہ اور خصائل ستودہ کو جگہ دینی ضروری ہے۔ ان بد صفات کی بجائے جب تک مومن اوصاف حمیدہ حاصل کر کے حسن سلوک سے خلقت سے پیش نہ آئے۔ اس کا عدم وجود دنیا میں برابر ہوگا۔ اخلاق حمیدہ جو ایک مرید صادق کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ ان میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) **رضا و تسلیم** ۔ یعنی حسد کی آگ سے بچے۔ اور جو کچھ خداوند کریم نے اس کو اپنی مہربانی سے عطا کیا۔ اس کو خندہ پیشانی منظور کر کے سر اطاعت و تسلیم خم کرے۔ کیونکہ اس کی شکایت یا ناراضگی سے تو خداوند تعالیٰ کی تقدیر پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ شکایت کر کے اپنا نامہ اعمال کیوں سیاہ کرے۔

رضا بداد بدہ وز جبیں گرہ بکشا ۔۔۔ کہ بر من و تو در اختیار نکشو داشت

قرآن پاک میں حکم ہے۔ جو تم کو عطا کیا جاتا ہے۔ اس پر نازاں اور غرور نہ کرو۔ اور اگر تم سے کچھ چھین لیا جائے تو غم نہ کھایا کرو۔ قرآن پاک میں حکم ہے۔ وَلَا تَاسَوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَا اٰتٰکُمْ۔ ایک صاحب فرماتے ہیں

بجز رضا بقضائے خدا نمے شاید ؛ بغیر صبر بلوذت بلا نمے شاید
ہر آنچہ رفت قلم سر مکش وگرنہ بیا ؛ برون رود از خط او گر تراشے شاید

حضرت عمر خیام فرماتے ہیں۔

گر کار تو نیک است بہ تدبیر تو نیست ؛ ور نیز بد است نیز بہ تقصیر تو نیست
تسلیم و رضا پیش کن و شاد بزی ؛ چون نیک و بد جہاں بہ تدبیر تو نیست
خواہی کہ ز فراق در فغاں دار مرا ؛ خواہی ز وصال شادماں دار مرا
من با تو چہ گویم کہ چساں دار مرا ؛ زاں ساں کہ دلت خواہد چناں دار مرا

جناب شیخ نور الحق والدین خواجہ عبدالرحمٰن صاحب مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ زہد کی حقیقت یہ ہے۔ حقیقت زہد بے رغبتی است از دنیا و حب دنیا راس کل خطیئۃ۔ دنیا سر ہمہ بدی ہاست۔ و زہد سر ہمہ نیکی ہا است پس بے زہد ہیچ نیکی وجود نمی گیرد۔ و توکل نیز متضمن بہ تفویض و تسلیم و رضا است۔ تفویض گذاشتن کارہا است بحق و تسلیم مسلم بودن است۔ در آنچہ از حق مے رسد بے اعتراض و رضا خوش بودن است بآنچہ مے رسد از غیب۔ ترجمہ۔ زہد کی حقیقت دنیا سے بے رغبتی کا نام ہے۔ دنیا کی محبت تمام بدیوں کی جڑ ہے۔ اور زہد تمام نیکیوں کی جڑ ہے۔ بس بغیر زہد کے کسی نیکی کا وجود ظاہر نہیں ہوتا۔ و توکل میں تفویض سپردگی تسلیم و رضا شامل ہے۔ تفویض یعنی سپردگی تمام کاموں کو خدا کے سپرد کرنا ہے۔ اور تسلیم کے معنی یہ ہیں۔ کہ مسلم رہنا اس پہ بلا اعتراض جو خداوند کریم کی طرف سے ملے اور رضا سے مراد یہ ہے۔ کہ جو کچھ غیب سے ملے اس پہ خوش رہنا۔

مولانا روم فرماتے ہیں۔ عاشقم بر لطف و بر قہرش بجد ؛ ایں عجب من عاشق ایں ہر دو ضد

ایک اور صاحب فرماتے ہیں۔ زندہ کنی عطائے تو ور بکشی رضائے تو ؛ دل شدہ مبتلائے تو ہر چہ کنی فدائے تو

۲۔ **توکل**:۔ رضا اور تسلیم کے بعد ضروری ہے۔ کہ مرید توکل کو اپنا شعار بنا دے۔ توکل کے معنے خداوند کریم کی ذات پاک پہ بھروسہ کرنے کے ہیں۔ مگر یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ وہ بالکل بے دست و پا ہو کر بغیر ضروری احتیاط سامان اور اسباب مہیا کرنے کے خاموش بیٹھا رہے۔ حدیث شریف میں حکم ہے۔ اعقل و توکل۔ بر توکل زانوئے اشتر بہ بند اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے۔ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ۔ خداوند پاک کو ہی رزاق مطلق سمجھے تمام تمام مخلوق کا روزی رساں وہی ہے۔ چنانچہ حکم ہے۔ وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا۔ ترجمہ۔ کون جاندار دنیا میں ایسا ہے۔ جس کی روزی کا اللہ تعالیٰ متکفل نہ ہو۔ جس نے مولا کریم پہ بھروسہ رکھ توکل کیا۔ وہی اس کے لئے کافی ہے۔ مرید کو اور کیا چاہیئے۔ اس سے زیادہ اور کیا خوشی کی بات ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کسی کی ذمہ داری لے لے۔ اور اس کی تمام ضروریات کا اللہ تعالیٰ خود کفیل ہو جائے۔ جس کے عشق و محبت کے لئے وہ پریشان و سرگردان

پھر رہا ہو۔ اپنی پیدائش اور عاجزی اور بے بسی کی طرف اگر انسان ذرا خیال کرے۔ تو سوائے متوکل ہونے اس کو کوئی چارہ نہیں رہتا۔ ہر ممکن اور جائز ذریعہ اور طریقہ سے کوشش اور سعی کر کے نتیجہ خدا کے حوالہ کر دے۔ السّعی منّی والاتمام من اللّٰہ۔ سوائے استعانت وامداد و فضل ربی کوئی کام سرانجام نہیں ہو سکتا۔ اپنی پیدائش اور پرورش اور بے بسی کا ذرا خیال کرو۔ والدہ کے شکم میں کس ذات پاک نے کس طرح تم کو پرورش کیا۔ اور صحیح سلامت رکھا۔ اور روز پیدائش سے لے کر آج تک کیسی کیسی مصائب اور تکالیف سے تمہاری پرورش کی۔ آرام و آسائش کے سامان مہیا کئے۔ کسی آدمی کو یہ علم حاصل نہیں ہوتا۔ کہ کل اس کی روزی کہاں سے مولا کریم نے عطا کرنی ہے۔ تو ہر حال میں انسان کو لازم ہے۔ کہ اپنی پوری کوشش کے بعد بالکل اپنے آپ کو خدا کے حوالہ کر دے۔ وہ تمہاری ضروریات کو تم سے زیادہ اچھا جانتا ہے۔ جس طرح والدین اپنی اولاد کے نفع نقصان کو اولاد سے زیادہ اچھا جانتے ہیں۔ اسی طرح خداوند کریم مخلوق کی ضروریات کو ان کے نفع نقصان کو بہت ہی اچھا جانتا ہے۔ اس لئے خدا کی مہربانی اور نوازش پر ہر حال میں بھروسہ کرنا لازمی اور مفید ہے۔ اپنے قوائے مدرکہ کی طرف دیکھو حواس خمسہ کا غور کرو۔ اپنے جسم کی ترکیب کا ملاحظہ کرو۔ یہ تمہاری کس محنت و عبادت کے صلہ ہیں۔ کس قیمت کے بدلہ میں تم کو عطا کئے گئے ہیں۔ جس مولا کریم نے تم کو یہاں پیدا کیا ہے۔ اور جس وقت اور عرصہ کے لئے خداوند کریم نے تم کو یہاں رکھا ہے۔ تمہارے لئے اس تمام عرصہ کے لئے تمام سامان اور ضروریات وغیرہ اس نے ضرور مہیا کر رکھی ہیں۔ ایسے رحمان اور رحیم رب کریم پر جو باوجود ہماری عصیاں اور نافرمانیاں اپنی رحیمیت اور رحمانیت کو بندہ پر بند نہیں کرتے۔ ع ز عصیاں در رزق بر کس نہ بست۔

اس پر توکل نہ کرنے والے پر ہزار حیف ہے۔ شیخ سعدی نے فرمایا ہے۔

فراموشت نہ کرد ایزد دراں حال — کہ بودی نطفہ مدفون و مدہوش
روانت داد و عقل و طبع و ادراک — جمال و نطق و رائے و فکرت و ہوش
دہ انگشت مرتب کرد بر کف — دو بازویت مرتب کرد بر دوش
کنوں پنداری اے ناچیز ہمت — کہ خواہد کردنت روزی فراموش

ذرا جان و دل سے صحیح طور پر مولیٰ کریم کی ذات پاک پر توکل کر کے پھر دیکھو انا عند ظن عبدی بی کا پاک اور مقدس ارشاد کس طرح تمہارے لئے پورا کیا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو جو رب العالمین ہے۔ تیری روزی کا تجھ سے زیادہ فکر ہے۔ خدا کا ہو جانے سے سب کچھ تمہارا ہو گا۔ من کان للہ کان اللہ لہ

صبر — ہر مرد کے لئے صابر ہونا بھی ویسا ہی ضروری ہے۔ جیسا کہ اس کے لئے تسلیم و رضا کو اختیار کرنا ضروری ہے۔ صبر سے برداشت کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ صابروں کو خدا کی معیت حاصل ہے۔ قرآن پاک میں حکم ہے۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۔ اگر معمولی سی مشکلات اور تکلیفات پر مرید صبر نہیں کر سکتا ہے۔ تو اس کو معرفت خدا کے حصول کا خیال بھی نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ عرفان ربی بلا آزمائش و امتحان کسی اس کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ کیا لوگ گمان کرتے ہیں۔ کہ اگر وہ کہہ دیں۔ کہ ہم ایمان لائے ہیں۔ تو وہ آزمائش میں نہیں ڈالے جائیں گے۔ جو آدمی خدا کی محبت کا دم بھرتا ہے۔ وہ آزمائش اور ابتلا میں ڈالا جاتا ہے۔ اس کا امتحان ضرور لیا جاتا ہے۔ اگر وہ امتحان میں کامیاب ہو جائے۔ تو اس حالت میں اس کو باریابی حاصل ہوتی ہے۔ اگر وہ امتحان میں کامیاب نہ ہووے۔ اور مشکلات و تکالیف میں صابر و شاکر نہ رہے۔ تو وہ ناکام رہتا ہے۔ اس لئے صبر ہر حالت میں ضروری اور لازمی ہے۔ اور صابروں کو چونکہ خدا کی معیت حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے جو صابر نہیں رہتے۔ اور شکایت کرتے ہیں۔ وہ خدا کی معیت کو کھو دیتے ہیں۔ اور اس سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اور پیر طریقت جو مظہر جمال محمدی صلعم اور مقبول بارگاہ صمدی ہوتا ہے۔ اس کی معیت سے بھی محروم اور بے بہرہ ہو جاتے ہیں۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ۔ اور تم کو آزمایا جائے گا۔ خوف بھوک اور مالوں کے نقصان اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے اور جو اس آزمائش سے صابر رہیں گے۔ ان کے لئے بشارت اور خوشخبری ہے۔ اور جب ان پر مصیبت پڑے یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم اللہ تعالیٰ کا مال ہیں۔ اور اسی کی طرف لوٹ جانے والے ہیں۔ تو گویا مرید صادق کو آزمائش ضرور ہوگی۔ بار دل آزمائش اور امتحان کسی صاحب نصیب کو شرف قبولیت عطا ہوتا ہوگا۔ ہر ایک کی آزمائش ضرور ہوتی ہے۔ جو صابر رہا اس کو معیت خدا اور رسول صلعم اور پیر طریقت حاصل ہوگی۔ اور خداوند کریم کی جانب لوٹ جانے کی بشارت نصیب ہوگی۔ خواجہ حافظ فرماتے ہیں۔

از صبر عاشق خوشتر نباشد ÷ صبر از خدا خواہ صبر از خدا خواہ   ترجمہ:۔ صبر سے بڑھ کر کوئی چیز عاشق کے واسطے زیادہ مناسب یا خوش کرنے والی نہیں ہے۔ اس لئے صبر کی خدا سے طالب کر۔ صبر کی طلب کر۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ کسی نے حضرت رسول کریم صلعم سے دریافت کیا۔ کہ حضور میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ اور آپ کو چاہتا ہوں ارشاد ہوا۔ اگر مجھ سے محبت کرتے ہو۔ اور مجھ کو چاہتے ہو تو فقر و فاقہ کے لئے طیار رہو۔ اور اگر خدا کو چاہتے ہو۔ تو بلا کے لئے طیار رہو۔ تو دونو حالتوں میں مرید کے لئے آزمائش اور ابتلا ضروری ہے۔ جس میں کامیابی کے لئے صبر کی از حد ضرورت ہے۔ ایک صاحب عاشقان ذات ربی کے امتحان اور آزمائش میں پیدا اور ثابت قدم رہنے کی نسبت فرماتے ہیں۔ ؎ نازنین را عشق در زیبدن زیبد جان من ÷ شیر مرداں بلاکش پا در بے غم نہند

باقی آئندہ

حضرت پیر صوفی حافظ حاجی سید محمد حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی

کی

تشریف آوری الہ آباد میں!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آمد بہار کی ہے جو بلبل ہے نغمہ سنج ٭ اڑتی سی اک خبر ہے زبانی طیور کی

ابتدائے مارچ میں نظام قدرت کے ماتحت جب موسم بہار شروع ہوتا ہے۔ تو اجڑے ہوئے چمن از سر نو سرسبز و شاداب ہونے شروع ہوتے ہیں۔ اور خزاں دیدہ باغات جو موسم خزاں کی تند و خشک ہواؤں سے اپنی تمام رونق کھو چکے ہوتے ہیں۔ سبز سبز سے سبز ی لباس سے ملبوس ہو کہ دیکھنے والوں کے منہ صرف جاذب نظر اور باعث مسرور بن جاتے ہیں۔ بلکہ صنعت الٰہی و قدرت نامتناہی کا بے نظیر منظر پیش کرتے ہیں۔ کہ چشم بینا اور طبع احساس اور رونیدگی سے مشاہدہ تجلیات ذات مطلق اور عرفان حق کا سبق لیتی ہے۔ حضرت سعدی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ٭ ہر ورقے دفتریست ز معرفت کردگار

لیکن سال رواں یعنی ۱۹۵۷ء کا مارچ ایزد متعال کے بے پناہ فضل و کرم اور عنایت بے غایت سے نہ صرف ظاہری کائنات کے لئے پیغام بہار لایا۔ بلکہ ماندگان کے لئے بہار کا پیغام ثابت ہوا۔ مارچ کی دس تاریخ تھی کہ قصبہ لیاقت پور واقع ضلع رحیم یار خان کمشنری بہاولپور کے مڈل سکول میں ماسٹر غلام نبی صاحب کے نام جناب عالی جناب فیض مآب عالم علم شریعت دانائے رموز طریقت ظاہر کنندہ حقائق حقیقت بیان کنندہ دقائق معرفت واقف الاسرار خفی و جلی الحاج حافظ صوفی پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

زبان پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا ٭ کہ میرے نطق نے بوسے میری زبان کے لئے

جن کے فیضان و عرفان سے ایک جہاں سرشار ہے۔ کی سربراہی کا شرف حاصل ہے۔ ایک نوازش نامہ اعلیٰ حضرت زبدۃ العلماء عمدۃ الفضلاء امیر الفقہاء رئیس الاتقیاء نجیب الطرفین جناب حاجی صوفی محمد حسین صاحب قدس سرہ العزیز فرزند سعید و خلف الرشید محدث علی پوری کی طرف سے موصول ہوا۔ جس پر ۱۲ مارچ کو لیاقت پور و الہ آباد تشریف آوری کی اطلاع درج تھی۔ یہ خط کیا تھا۔ گویا مردہ دلوں کے لئے پیغام حیات تھا۔ یوں تو میر طالب زیارت و مشتاق دیدار اس نوید حیات بخش سے شاداں و فرحاں تھا۔ مگر ماسٹر غلام نبی صاحب جو شمع مرشدی کے جانثار پروانہ ہیں۔ والہانہ انداز میں ہر شائق زیارت کو حضرت قبلہ مدظلہ العالی کی تشریف آوری کی خوشخبری سنا

کہ دگجہ مشتاقان زیارت و مدعیان ارادت کے لئے باعث صد اشک بنے ہوئے تھے۔ ان کا بال بال زبان حال سے ؎

تیرگی دور ہوئی بخت ہمارا چمکا نامہ کیا بھیجا محبت کا ستارہ چمکا

کا ترانہ گا رہا تھا۔ وہ خوشی کے باعث جامے میں پھولے نہ سماتے تھے۔ اپنے مدرس بھائیوں میں سے ہر ایک کے پاس پہنچے اور ہر کسی کو نہ صرف حضور کی آمد کی خوشخبری سنائی۔ بلکہ تشریف آوری کے موقعہ پر ہر صاحب ذوق کو استقبال میں شامل ہو کر سعادت دارین حاصل کرنے کی دعوت دی۔ الغرض نہایت بے قراری اور بے چینی سے سولہ مارچ کا انتظار کیا گیا۔ اور سولہ مارچ بروز جمعہ علی الصبح ہی قصبہ الہ آباد سے جہاں ماسٹر صاحب مذکور کا مسکن ہے۔ اور جو لیاقت پور سٹیشن سے چار میل کے فاصلہ پر ہے۔ گھر پر ضروری سامان مہیا کرنے کے بعد ۲ بجے سٹیشن لیاقت پور حاضر ہو گئے۔ ان کے ساتھ علاقہ کے اکثر نیک لوگ جن میں مولنا نواب دین صاحب، حکیم سید ابراہیم شاہ صاحب۔ حافظ ولی محمد صاحب۔ ڈاکٹر محمد امین صاحب۔ راؤ شبیر حسین صاحب۔ حافظ پیر اندتہ صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں حضرت قبلہ حافظ حاجی صوفی مولانا محمد حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی کے استقبال کے لئے حاضر تھے۔ ریل کے انتظار میں ہر شخص چشم براہ تھا۔ اگرچہ ہر شخص یہی چاہتا تھا۔ کہ وقت جلد ختم ہو کر ریل پلیٹ فارم پر پہنچ جائے۔ تاکہ حضرت قبلہ مدظلہ العالی کے شربت دیدار سے اپنی تشنگئے فرحت کو بجھائیں۔ اور انتظاری کی بے قراری ختم ہو جائے۔ چشمہائے منتظرہ جوں جوں وقت وصال قریب سے قریب تر ہوتا جاتا تھا۔ اور زیادہ منتجسانہ بیقراری کا اظہار کر رہی تھیں۔ بقول بزرگے ؎ وعدۂ وصل چوں شود نزدیک ؛ آتش شوق تیز تر گردد

بارے انتظار ختم ہوا۔ تقریباً ۲½ بجے کا لکہ تیز اور نہایت رعب و وقار سے انتظار کی دھجیاں اڑاتی اور تسکین و قرار کا پیام سناتی ہوئی پلیٹ فارم پر پہنچی۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز گاڑی کے ڈبہ سے باہر تشریف لائے۔ زیارت ہوتے ہی مشتاقان دید نے ؎ للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست۔ آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید کا دلنواز گیت گایا۔ ماسٹر غلام نبی صاحب اور سید ابراہیم شاہ صاحب نے تحفتاً و ہدیتاً پھولوں کے ہار پیش کئے۔ جنہیں گلے ملنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ تمام مشتاقانِ زیارت نے قدم بوسی کی۔ کسی کو معانقہ کا شرف حاصل ہوا۔ کوئی شرف مصافحہ سے مشرف ہوا۔ اور حضرت قبلہ مدظلہ العالی جم غفیر کے جھرمٹ اور نعرہ ہائے تکبیر و رسالت و محدث سیالکوٹ و صاحبزادہ محمد حسین شاہ صاحب زندہ باد کی گونج میں اسٹیشن سے باہر تشریف لائے۔ ماسٹر صاحب موصوف نے پہلے سے ہی کئی تانگے کرایہ پر کئے ہوئے تھے۔ تمام مشتاقان دیدار و شائقین زیارت حضرت کے سوار ہونے کے بعد تانگوں میں بیٹھ گئے۔ کئی افراد نے سائیکل سنبھالیں۔ اور لیاقت پور سے الہ آباد کو روانہ ہوئے۔ حافظ پیر اندتہ صاحب نعت خواں کو حضرت قبلہ کے ساتھ بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا جنہوں نے راستہ بھر نا جدا

کونین شہنشاہِ دارین سید الثقلین صاحب مقام او ادنیٰ مالکِ ہر دوسرا محبوبِ انبیاء۔ محبوب خدا سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم کی نعت شریف اور درود شریف سے حضرت قبلہ مدظلہ العالی کو محظوظ کیا۔ سفر ختم ہوا۔ اہالیان الٰہ آباد جوق در جوق عاشقانہ استقبال کے لئے پہنچے اور حضور قبلہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ماسٹر غلام نبی کے مکان پہ تانگہ رکا۔ حضور قبلہ تانگہ سے مکان میں داخل ہوئے۔ ماسٹر صاحب نے اپنے مکان کو دلہن کی طرح آراستہ و پیراستہ کیا ہوا تھا۔ گلی میں رنگدار جھنڈیاں لہرا رہی تھیں۔ دروازے کو پھولدار کاغذوں سے سجایا گیا تھا۔ حضور قبلہ مدظلہ العالی کی نشست کے لئے دری پر غالیچہ جس پر پھولدار نرم چادر اور گاؤ تکیہ نہایت سلیقہ سے رکھا ہوا تھا۔ دیواروں پر خوشنما چارٹ اور خوبصورت نوشتے کوئی سرخ کوئی سبز۔ عوام کے بیٹھنے کے لئے چٹائیاں ان پر فرشی دری الغرض غریبانہ ساز کے باوجود اپنے ہادی برحق کے اعزاز میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا گیا تھا۔ حضرت قبلہ اپنی نشست پر تشریف فرما گئے دیگر حضرات بھی بیٹھ گئے۔ اکابرین شہر کی آمد شروع ہوئی جب ذرا سکون ہوا۔ تو ماسٹر صاحب نے باجازت قبلہ عالم چائے پیش کی۔ جب سب حاضرین چائے نوشی سے فارغ ہوئے۔ تو پھر ماسٹر صاحب نے حضور قبلہ مدظلہ العالی کی خدمت اقدس میں عرض کی۔ کہ اگر اجازت عطا فرمائیں۔ تو چند نعت خواں موجود ہیں۔ کچھ پڑھا جائے۔ حضور قبلہ نے اذن فرمایا۔ تو مسٹر عبدالرحیم صاحب نعت خواں نے مندرجہ ذیل نظم جو کہ ماسٹر غلام نبی صاحب نے خاص اسی وقت کے لئے بنایا کی تھی۔ بطور خیر مقدم نہایت سریلے آواز میں پڑھی۔ جسے سن کر حضرت قبلہ مدظلہ بہت محظوظ ہوئے۔ اور کئی ایک حضرات نے بھی نعت خوانی کی۔ جس سے حضرت قبلہ حظ وافر حاصل کرتے ہوئے تمام حاضرین کے لئے دعا خیر و برکت فرمائی۔ نظم جو بطور خیر مقدم پڑھی گئی۔ درج ذیل ہے۔

مبارک نام ہے تیرا آنے والے	گنہگاروں پہ رحم فرمانے والے
ہے جنگل میں منگل ہے ویرانہ گلشن	ترے آنے سے جلوہ فرمانے والے
ہر اک بندہ در۔ پھر ہوں احسان	تیری ذات پر سب ہیں اترانے والے
سہارا ہے تو بیکسوں بے پروں کا	تیرا در ہے دارالشفا آنے والے
جہالت کو کر دو دور دل سے ہمارے	جہالت کے پردے اٹھا دینے والے
کریں خیر مقدم نہ کیوں کر ہم عاجز	ہیں مشتاق تیرے اندر آنے والے

حضرت مولانا محمد یوسف مفتی شہر، مولوی محمد علی، میاں امام بخش صاحب و دیگر اکابر شہر و اساتذہ مڈل سکول لیاقت پور موجود تھے۔ حضرت قبلہ مدظلہ العالی نے حالات حاضرہ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ

اگر اہلِ پاکستان نے صحیح معنوں میں عدل و انصاف کو اپنایا۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ پاکستان دنیا کے بہترین ممالک میں شمار نہ ہو۔ پھر فرمایا۔ کہ ہم نے عرب شریف میں دیکھا ہے۔ کہ وہاں حدودِ شرعیہ کے نفاذ میں کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہوئی۔ اگرچہ کتنی ہی ریگانگت کیوں نہ ہو۔ رات کو کسی صاحب نے مسئلہ توحید کے متعلق استفسار کیا تو فرمایا۔ کہ کائنات کا ذرہ ذرہ توحید الہی کا ثبوت پیش کر رہا ہے۔ دریا میں حباب بھی ہوتے ہیں۔ اور موجیں اور گرداب بھی۔ لیکن صاحب بصیرت جانتے ہیں۔ کہ بلبلہ ہو یا موج یا گرداب ہو۔ سب پانی کی تجلیات ہیں اور کوئی وجود پانی کا غیر نہیں اگرچہ بظاہر اسے بلبلہ کہیں یا موج اور بھی کئی ایک مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ اور حضور اپنے فیضانِ علم سے ما بندگانِ بارگاہ کو سرشار فرماتے رہے۔

ہزار در ہزار شکر اس ذات واجب الوجود کا ہے۔ جس نے اپنے فضلِ عمیم سے بادیہ ضلالت و گمراہی کے پسماندگان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ اور اولیائے کرام و علمائے عظام کو وجودِ باجود سے انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کو قیامت تک کے لئے محفوظ رکھا۔

دعا ہے۔ کہ ایزد تبارک و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ما بندگان کو نیک بندوں کی راہ پہ چلائے۔ اور حضرت قبلہ ہادی نا و مرشدنا و سیدنا حافظ صوفی مولانا مولوی محمد حسین شاہ صاحب کا سایہ ہم گنہگاروں کے سر پہ قائم رکھے آمین ثم آمین۔ ع دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

راقم نثار احمد مدرس مڈل سکول لیاقت پور ضلع رحیم یار خان کمشنری بہاولپور

سمبڑیالی   از ملک غلام نبی صاحب بی اے۔

۲۳-۴-۵۶   برادرم محترم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ آپ کے ارشاد کے مطابق بندہ عرس شریف پر علی پور شریف گیا تھا۔ نماز جمعہ بھی وہاں ہی ادا کی تھی۔ بندہ جب حضرت قبلہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوا۔ تو تھوڑے سے مراقبہ کے بعد۔ دعا مانگی اور حسرت سے عرض کی۔ کہ حضور یہ غلام تو زیارت کے لئے حاضر ہوا تھا۔ کیا اس شرف سے محروم ہی جاوے گا۔ حضرت قبلہ کی ذرہ نوازی دیکھئے۔ کہ علی پور شریف کی واپسی پہ حضور نے مجھے زیارت سے مشرف فرمایا۔ الحمد للہ۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ میرے زندہ پیر سے میری نسبت بھی زندہ ہے۔ ۵۰

جوہر انساں عدم سے آشنا ہوتا نہیں۔   آنکھ سے غائب تو ہوتا ہے فنا ہوتا نہیں
کھنچے آتے ہیں سب شاہ و گدا یکساں ترے در پہ   عجب انداز متانت ہے دیکھا اپنے دلبر کا
مبارک ہے زمیں جس پہ ترا نقش قدم آوے
فخر کم ہے کہ جتنا ہی کرے خطہ علی پور کا۔

مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

دفتر دوئم — مکتوب ۳۶

حضور مجدد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہانگیر کے زمانہ میں برائے ہدایت عالم خدا کی طرف سے مامور تھے۔ اس زمانہ میں چونکہ نورجہاں سخت غالی شیعہ از قسم روافض تھی۔ اور رافضیوں کا زور تھا۔ یہ مکتوب حضور نے تحقیق مذہب اہل سنت جماعت اور عقائد حنفیہ میں تحریر فرمایا۔

امامت کی بحث اور مذہب اہل سنت والجماعت کی حقیقت اور مخالفوں کے مذہب اور اس بیان میں کہ اہل سنت وجماعت افراط تفریط کے درمیان جن کو رافضیوں اور خارجیوں نے اختیار کیا ہے۔ متوسط اور اعتدال پر ہیں۔ اور اہل سنت کی تعریف میں خواجہ محمد تقی کی طرف صادر کیا گیا۔

(نقشبندیوں مجددیوں کے لئے ان کے نور ایمان کو تازہ کرنے والا اور ضیا عطا کرنے والا مکتوب ہے)

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)

حمد وصلوٰۃ اور تبلیغ دعوات کے بعد واضح ہو کہ درویشوں کی محبت اور ان کے ساتھ الفت اور انبساط رکھنا اور اس طائفہ علیہ کی باتوں کو سننا اور ان کے اوضاع و اطوار کی خواہش رکھنا حق تعالیٰ کی اعلیٰ نعمت اور بڑی دولت ہے۔

حضرت مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ اَلمَرءُ مَعَ مَن اَحَبَّ یعنی آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اس کو محبت ہوگی۔ پس ان کا محب ان کے ساتھ ہے۔ اور قرب کی بلند بارگاہ میں ان کا طفیلی ہے۔

توفیقی آثار سیادت اطوار فرزندی خواجہ شرف الدین حسین نے بیان کیا ہے کہ باوجود مختلف تعلقات کے یہ تمام اوصاف حمیدہ آپ میں جمع ہیں۔ اور باوجود بیہودہ گرفتاریوں کے یہ معانی لپن، یہ آپ میں موجود ہے۔ الحمد للہ تعالیٰ کا حمد اور اس کا احسان ہے۔ آپ کی بہتری بہت سی خلقت کی بہتری کا موجب ہے۔ اور آپ کی فلاح و بہبود پر بہت سی مخلوق کی فلاح و بہبودی موقوف ہے۔

شارع علیہ نے یہ بھی بیان کیا ہے۔ کہ آپ اس فقیر کی باتوں سے آشنا ہیں۔ اور فقیر کے علوم سننے کی رغبت رکھتے ہیں۔ اگر چند کلمے آپ کی خدمت میں لکھے جائیں۔ تو بہتر ہوگا۔ ان کی التماس کو قبول کر کے چند کلمے لکھے جاتے ہیں۔ چونکہ اس زمانہ میں امامت کی بحث بہت ہو رہی ہے۔ اور ہر ایک اپنے ظن اور تخمین کے بموجب گفتگو

کرتا ہے۔ اس لئے اس بحث کے متعلق چند سطریں تحریر کی جاتی ہیں۔ اور اہل سنت و جماعت اور مخالفوں کے مذہب کی حقیقت بیان کی جاتی ہیں۔

اے شرافت و نجابت کے نشان والے شیخین کی فضیلت اور ختنین کی محبت اہل سنت و جماعت کی علامتوں سے ہے یعنی شیخین کی فضیلت جب ختنین کی محبت کے ساتھ جمع ہو جائے۔ تو یہ اہل سنت و جماعت کے خاصوں میں سے ہے شیخین کی فضیلت صحابہ اور تابعین کے اجماع سے ثابت ہو چکی ہے۔ چنانچہ اس کو اکابر آئمہ نے کہ انہیں میں سے ایک امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ نقل کیا ہے۔ اور شیخ ابوالحسن اشعری فرماتا ہے۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت باقی امت پر قطعی ہے۔ اور حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ثابت ہے۔ کہ اپنی خلافت اور مملکت کے زمانہ میں جم غفیر یعنی بڑی جماعت کے سامنے فرمایا کرتے تھے۔ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس امت میں سب سے بہتر ہیں۔ جیسے کہ امام ذہبی نے کہا ہے۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔ کہ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا ہے۔ کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام لوگوں سے بہتر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر ایک اور آدمی۔ پس ان کے بیٹے محمد بن حنفیہ نے کہا کہ پھر آپ۔ فرمایا۔ کہ میں تو ایک مسلمان آدمی ہوں۔ غرض شیخین کی فضیلت ثقہ اور معتبر راویوں کی کثرت کے باعث شہرت اور تواتر کی حد تک پہنچ چکی ہے۔ اس کا انکار کرنا سراسر جہالت ہے یا تعصب۔

عبدالرزاق نے جو اکابر شیعہ میں سے ہے۔ جب انکار کی مجال نہ دیکھی۔ تو بے اختیار شیخین کی فضیلت کا قائل ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔ کہ جب حضرت علی رضی شیخین کو اپنے اوپر فضیلت دیتے ہیں۔ تو میں بھی حضرت علی کے فرمانے کے موجب شیخین کو حضرت علی پر فضیلت دیتا ہوں۔ اگر وہ فضیلت نہ دیتے تو میں بھی نہ دیتا۔ یہ بڑا گناہ ہے۔ کہ میں حضرت علی کی محبت کا دعویٰ کروں۔ اور پھر ان کی مخالفت کروں۔ چونکہ حضرت ختنین کی خلافت کے زمانہ میں لوگوں کے درمیان بہت فتنہ اور فساد برپا ہو گیا تھا۔ اور لوگوں کے دلوں میں کدورت پیدا ہو گئی تھی۔ اور مسلمانوں کے دلوں میں عداوت اور کینہ غالب آ گیا تھا۔ اس لئے ختنین کی محبت کو بھی اہل سنت و جماعت کی شرائط میں شمار کیا گیا۔ تاکہ کوئی جاہل اس سبب سے حضرت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب پر بدظنی نہ کرے۔ اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جانشینوں کے ساتھ بغض اور عداوت حاصل نہ کرے۔ پس حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت اہل سنت و جماعت کی شرط ہے اور جو شخص یہ محبت نہیں رکھتا۔ اہل سنت سے خارج ہے۔ اور اس کا نام خارجی ہے۔ اور جس شخص نے حضرت امیر رض کی محبت میں افراط کی طرف کو اختیار کیا ہے۔ اور جس قدر کہ محبت مناسب ہے۔ اس سے زیادہ اس سے وقوع میں آتی ہے۔ اور محبت میں غلو کرتا ہے۔ اور حضرت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کو سب و طعن کرتا ہے۔ اور صحابہ اور تابعین اور سلف صالحین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے طریق کے برخلاف چلتا ہے وہ رافضی ہے۔

پس حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت میں افراط و تفریط جن کو رافضیوں اور خارجیوں نے اختیار کیا۔ تو یہ کے درمیان اہل سنت و جماعت متوسط ہیں اور شک نہیں کہ حق وسط میں ہے۔ اور افراط و تفریط دونو مذموم ہیں۔

چنانچہ امام احمد حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اے علیؓ تجھ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ہے۔ جس کو یہودیوں نے یہاں تک دشمن سمجھا۔ کہ اس کی ماں پر بہتان لگایا۔ اور نصاریٰ نے اس قدر دوست رکھا اور اس کو اس مرتبہ تک لے گئے۔ جس کے وہ لائق نہیں تھا۔ یعنے ابن اللہ کہا۔

پس حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ دو شخص میرے حق میں ہلاک ہونگے۔ ایک وہ جو میری محبت میں افراط کریگا۔ اور جو کچھ مجھ میں نہیں۔ میرے لئے ثابت کریگا۔ اور دوسرا وہ شخص جو میرے ساتھ دشمنی کریگا۔ اور عداوت سے مجھ پر بہتان لگائے گا۔ پس خارجیوں کا حال یہودیوں کے حال کے موافق ہے۔ اور رافضیوں کا حال نصاریٰ کے حال کے موافق کہ دونو حق وسط سے بر طرف جا پڑے ہیں۔ وہ شخص بہت ہی جاہل ہے۔ جو اہل سنت و جماعت کو حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محبوں میں سے نہیں جانتا۔ اور حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کو رافضیوں کے ساتھ مخصوص کرتا ہے۔ حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ کی محبت رفض نہیں ہے۔ بلکہ خلفائے ثلاثہ سے تبری ہے۔ اور بیزاری رفض ہے۔ اور اصحاب کرام سے بیزار ہونا مذموم اور ملامت کے لائق ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے۔ بیت

لَوْ کَانَ رَفْضًا حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ ٭ فَلْیَشْہَدِ الثَّقَلَیْنِ اِنِّیْ رَافِضِیٌّ

ترجمہ:۔ اگر محبت آل محمدی ہے رفضی ٭ تو جن و انس گواہ ہیں کہ رافضی ہوں میں۔

یعنے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت رفض نہیں ہے۔ جیسے کہ جاہل لوگ گمان کرتے ہیں۔ اگر اس محبت کو رفض کہتے ہیں۔ تو پھر رفضی مذموم نہیں۔ کیونکہ رفض کی مذمت دوسروں کی بہتری کا باعث ہوتی ہے۔ نہ کہ محبت کے ساتھ نہ کہ محبت کے باعث۔

پس رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت کے محب اہل سنت و جماعت ہیں۔ اور حقیقت میں اہل بیت کا گروہ بھی یہی لوگ ہیں۔ نہ کہ شیعہ جو اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو گروہ اہل بیت کا خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ لوگ یعنے شیعہ اہل بیت کی محبت پر کفایت کریں۔ اور دوسروں سے تبری نہ کریں۔ اور پیغمبر علیہ السلام کے تمام اصحاب کی عزت و توقیر بجا لائیں۔ اور ان کے لڑائی جھگڑوں کو نیک وجہ پر محمول کریں تو اہل سنت و جماعت میں داخل ہونگے۔ اور خارجیوں اور رافضیوں سے باہر ہو جائیں گے۔ کیونکہ اہل بیت کی محبت کا نہ ہونا خروج ہے۔ اور اصحاب سے تبری کرنا رفض ہے۔ اہل بیت کی محبت اور تمام اصحاب کرام کی تعظیم و

اخبار

۱۔ نزول برکات اور رحمت اور مغفرت کا مبارک مہینہ ماہ صیام گذر گیا۔ وہ سعید اصحاب قابل صد مبارک باد ہیں جنہوں نے اس حکم الٰہی اور رکن اسلام کی تعمیل اور بجا آوری میں رمضان شریف کے روزے رکھ کر اپنے خدا اور رسول علیہ السلام کو راضی کیا۔ اور اپنے سابقہ گناہوں کی معافی حاصل کر لی۔ ادارہ رسالہ انوار الصوفیہ کی طرف سے جملہ اہل اسلام اور ناظرین رسالہ کی خدمت میں عید الفطر کی سعید تقریب پر مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ اہل اسلام کی تعمیل اور اس کی توفیق عطا فرمادیں۔ اور پاکستان کو اللہ تعالیٰ دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ اعیان سلطنت پاکستان کو ارکان اسلام کی اطاعت اور اتباع کی توفیق عطا فرماوے۔

۳۔ پاکستان اب خدا کے فضل و کرم سے آزاد مملکت ہے۔ خدا اور رسول علیہ السلام کے احکام اور ارشادات ربانی کی تعمیل کی توفیق عطا کرے۔ خدا تعالیٰ پاکستان کو مستحکم مضبوط بنا کر پائندہ رکھے۔ اور ہر طرح سے مستحکم رکھ کر سرفرازی عطا کرے۔

۴۔ خدا کے فضل و کرم سے آستانہ عالیہ میں ہر طرح سے خیریت ہے۔ اور حضرت [illegible] عبد الرشید صاحب مسجد نور میں نماز تراویح میں قرآن پاک سنایا۔ اور دور و نزدیک سے غلامان سرکار علی پوری۔ بخدمت عالی اعلیٰ حضرت سراج الملت مولانا الحاج پیر سید حافظ محمد حسین صاحب محدث علی پوری کی خدمت میں حاضر ہو کر حصول مرادات سے فیضیاب ہوتے رہے۔

۵۔ جملہ صاحبزادگان عالی مقام اور اعلیٰ حضرت صدر الصدور انجمن خدام الصوفیہ مولانا الحاج حضرت سراج الملت بھی تمام رمضان شریف آستانہ عالیہ میں ہی رونق افروز رہے۔

۶۔ اعلیٰ حضرت سراج الملت حضور سجادہ نشین صاحب برائے شمولیت سالانہ عرس شریف حضرت مولانا [illegible] صاحب بی اے قصور تشریف لے گئے ہیں۔ جہاں ماہ شوال کو ان کا سالانہ عرس ہو رہا ہے۔

۷۔ عالیجناب حضرت مولانا الحاج صاحبزادہ سید اختر حسین شاہ صاحب کچھ دنوں کے لئے پھر لائل پور تشریف لے جا رہے ہیں۔

انتقال

نہایت ہی دلی رنج اور رنج و افسوس کے ساتھ یہ خبر درج رسالہ کی جاتی ہے۔ سرکار علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک نہایت ہی مخلص اور دیرینہ غلام عالی جناب حاجی صاحب میجر محمد اسلم خان صاحب سیکرٹری سوجرزلو [illegible] کی رفیقہ حیات جو حضور سرکار علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کی غلام اور صوم صلوٰۃ کی پابند خدا یاد اور مشرف بزیارت حرمین شریفین اور حج بہ حیثیت سرکار علی پوری رحمۃ اللہ علیہ [illegible]